Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم   نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم   وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 59

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 47-48

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

16-23 ذی الحجہ 1431 ہجری۔ 25 نبوت 2 فتح 1389 ہش۔ 25 نومبر۔2 دسمبر 2010ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

آج اگر اُس تسلسل کو جاری رکھنا ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں سے گذر کر ذبح عظیم کے مقام پر پہنچا تو پھر اس عظیم نبی کی پیشگوئی کا مصداق بنتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق سے منسلک ہونا ضروری ہے

اللہ کرے کہ یہ عید ہمیں اپنے پیاروں کی قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھنے اور اسلام کے غلبہ کی خاطر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا کے کونے کونے میں نہ گاڑ دیں

خلاصہ خطبہ عیدالاضحیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ نومبر ۲۰۱۰ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔ یوکے

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت کریمہ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ۔ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ۔ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ (الصفت: ۱۰۳-۱۰۹) کی تلاوت کی۔

ترجمہ: پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ پس جب وہ دونوں رضامند ہوگئے اور اس نے اُسے پیشانی کے بل لٹا دیا۔ تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! یقیناً تو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اُسے بچالیا۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔

پھر فرمایا: آج ہم عیدالاضحیٰ منا رہے ہیں یعنی ایسی عید جو قربانیوں کی عید کہلاتی ہے، وہ قربانی جو آج سے چار ہزار سال پہلے کی گئی اور جس کے ذریعہ قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے گئے جو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی کے ذریعہ دی گئی اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ''ذبح عظیم'' کے الفاظ استعمال فرمائے اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ذریعہ اس عظیم قربانی کو نقطہ عروج تک پہنچایا گیا۔ جنہوں نے اللہ کا نام بلند کرنے کیلئے قربانیوں کی عجیب مثالیں پیش کیں اور جن میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے عجیب نظارے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر انہوں نے اپنی جانوں کی اپنے اموال کی ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کیں اور ایسے نمونے قائم کئے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ پس جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قد صدقت الرؤیاء کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی تو ان کی نسل میں پیدا ہونے والے ایک عظیم رسول اور اس کے صحابہ نے ذبح عظیم کا وہ اسوہ پیش کیا اور قربانیوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کئے جس کے نتیجہ میں انہوں نے رضی اللہ عنھم کا اعزاز پایا۔

حضور انور نے فرمایا آج بے شک بعض مسلمان حکومتوں کے پاس دنیاوی دولت ہے لیکن انہیں خدا کی رضا کا وہ مقام حاصل نہیں، دولت ہوتے ہوئے بھی وہ غیر مسلم حکومتوں کے اشارے پر چلتے ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے اسلام کا جھنڈا یورپ میں لہرایا تھا جب قربانی کے معیار بھول گئے تو بعض ملکوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، عزت بھی گئی آخر سب کچھ جاتا رہا اور آج وہ عزت ووقار قائم نہیں ہے اور آج اگر ردعمل کے طور پر کوئی طاقت ابھر رہی ہے تو وہ بھی ایسے غیر تربیت یافتہ لوگوں کی ہے جو اسلام کا نام روشن کرنے کی بجائے اپنی متشددانہ سوچ کی وجہ سے غیر مسلم دنیا میں اسلام کا نام بدنام کر رہے ہیں اور اپنے ہی بھائیوں کو قتل کر کے اور ان کا خون بہا کر اسے اسلام کی خدمت قرار دے رہے ہیں۔ پس اپنی سوچوں کو صحیح سمت پر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا: حج کے موقعہ پر مفتی اعظم مکہ نے سچ کہا ہے کہ عدل نہ ہونے کی وجہ سے یہ بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔ انہوں نے صحیح کہا ہے کہ مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے، وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ دوسری قومیں مسلمانوں کو لڑا رہی ہیں اور انہوں نے سچ کہا ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ہے لیکن وہ یہ بات ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ اسلام کی حقیقی روح کو قائم کرنے کیلئے جس امام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کے آگے سرِ تسلیم خم کریں مسیح موعود کے ہاتھ پر جمع ہو کر اپنے روحانی معیار کو بلند کریں۔

فرمایا: آج اگر اُس تسلسل کو جاری رکھنا ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں سے گذر کر ذبح عظیم کے مقام پر پہنچا تو پھر اس عظیم نبی کی پیشگوئی کا مصداق بنتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق سے منسلک ہونا ضروری ہے۔ تب ہی وہ دنیا کو وہ نظارے دکھانے والے بن جائیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ نے دکھائے اور تب ہی مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ پھر نظر آئے گی۔ فرمایا: آج کسی مفتی کا وعظ مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع نہیں کرسکتا اور نہ ہی کسی بادشاہ کی دولت انہیں ایک ہاتھ پر اکٹھا کرسکتی ہے اور نہ کسی متشددانہ نظارے سے ایسا ہوسکتا ہے۔ اگر ہوسکتا ہے تو صرف اور صرف مسیح ومہدی کے نام کے ساتھ جُڑ کر ہوسکتا ہے۔

فرمایا: آج یہ کونسی اسلامی جنگیں ہو رہی ہیں جن میں اسلام کے دفاع کے لئے حملے ہو رہے ہیں اور وہ حملے بھی اپنے ہی مسلمان بھائیوں پر اپنے ہی ملک سے بغاوت کر کے ہو رہے ہیں۔ کاش! مفتی اعظم فرما

(باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں)

119 واں جلسہ سالانہ قادیان 2010

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۱۹ واں جلسہ سالانہ قادیان، قادیان دارالامان میں انشاء اللہ تعالیٰ۔ مورخہ 26-27-28 دسمبر بروز اتوار۔ سوموار۔ منگل منعقد کیا جارہا ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) احباب کرام ابھی سے اِس للٰہی جلسہ سالانہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کرنے کی تیاری شروع کر دیں۔ خود بھی شامل ہوں اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اپنے ہمراہ لائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر بھیجا اور آپ ؐ کو وہ دین عطا فرمایا جو ہر لحاظ سے کامل ہے اور جس کی تعلیم پر عمل کر کے ہی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے

قرآن و حدیث کی روشنی میں صبر و استقامت پر قائم رہنے کے متعلق حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹ ؍نومبر ۲۰۱۰ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت قرآنی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ (سورۃ العنکوت:59-60) کی تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ہم ان کو جنت میں بالضرور ایسے بالا خانوں میں جگہ عطا کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ کیا ہی عمدہ اجر ہے عمل کرنے والوں کا۔ یہ (وہ لوگ ہیں) جنہوں نے صبر کیا اور اپنے ربّ پر توکل کرتے رہے۔

پھر فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی وہ قوم پیدا کی جو ایمان میں بڑھے ہوئے تھے اور اس ایمان اور یقین پر قائم تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر بھیجا اور آپ ؐ کو وہ دین عطا فرمایا جو ہر لحاظ سے کامل ہے اور جس کی تعلیم پر عمل کر کے ہی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے۔ جب صحابہ اپنے ایمان کی معراج کو چھونے لگے تو ان کی ہر حرکت وسکون اور عمل خدا کی رضا کیلئے ہو گیا اور جو عمل اللہ کی رضا کیلئے ہوتا ہے وہی عمل صالح کہلاتا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے عظیم انقلاب کا ذکر کیا ہے اور ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے جو ایمان میں اس قدر مضبوط تھے کہ وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے کیلئے تیار تھے۔ اگر خاموشی سے سختی برداشت کرنی پڑی تو انہوں نے خاموشی سے سختیاں جھیلیں۔ اس وقت ان کا وہی عمل صالح تھا۔ جب یہ حکم ہوا کہ وطن چھوڑ دو تو انہوں نے وطن چھوڑ دیا اور یہی ان کا عمل صالح تھا اور جب دشمن کو سزا دینے کا حکم ہوا تو ایمان کا تقاضا یہی تھا کہ ہر قسم کے نتائج سے بے پرواہ ہو کر دشمن کو سزا دو یہ نہ دیکھو کہ میری طاقت اور دشمن کی طاقت میں کوئی نسبت ہے کہ نہیں۔ غرضیکہ ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہوگا وہی عمل صالح کہلائے گا اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی ہے اور فرمایا ہے کہ انہیں دائمی انعامات حاصل ہوں گے اور جو سچے وعدوں والا خدا ہے، انہیں ضرور اجر سے نوازے گا۔ فرمایا: یہ چیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور قوت قدسی سے حاصل ہوئی۔ آج میں صحابہ کرام کے صبر کے حوالے سے کچھ احادیث پیش کروں گا جس سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کے کیا اسلوب سکھائے اور صحابہ نے کس طرح صبر و استقامت کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔ آپ نے روزمرہ کے معاملات سے لیکر دشمنوں سے مقابلہ تک ہمیں صبر کے قرینے سکھائے۔ آج میں سب سے پہلے جو حدیث پیش کروں گا، اس کا تعلق دشمنوں کے ساتھ نہیں بلکہ عائلی زندگی میں صبر کے ساتھ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صرف بیٹیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا اور صبر کیا تو بیٹیاں اس کے اور آگ کے درمیان روک ہوں گی۔

فرمایا: یہ حدیث ان لوگوں کیلئے جو بیٹیوں کے پیدا ہونے پر اپنی بیویوں کو طعنے دیتے ہیں یا بیٹیوں سے بدسلوکی کرتے ہیں، غور کرنے کیلئے کافی ہے۔ دنیا میں کون سا شخص ہے جس سے غلطیاں سرزد نہیں ہوتیں اور جو اللہ کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا تو بیٹیوں والوں کے لئے یہ حدیث خوشخبری ہے۔

دوسری حدیث ان لوگوں کیلئے نصیحت ہے کہ جو بڑے زودرنج ہوتے ہیں یا تو لوگوں سے ملتے نہیں اور اگر ملتے ہیں تو ذرا ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسلمان جو لوگوں سے ملتا جلتا رہتا ہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے، اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور نہ ان کی تکلیف دہ بات پر صبر کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طاقت ور پہلوان وہ شخص نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے اور یہی عمل صالح ہے جو ایک مومن کو اللہ کے قریب کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا سوائے اس کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مارا ہو۔ کبھی کسی کے تکلیف دینے پر آپ نے انتقام نہیں لیا ہاں جب اللہ کے شعائر کی بے حرمتی کی جاتی تو آپ ضرور انتقام لیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے ہر عمل پر مجھے تعجب آتا ہے جب اسے خوشی کی خبر پہنچتی ہے تو اللہ کی حمد کرتا ہے جب مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے مسلمان کو ہر حال میں اجر ملتا ہے۔ یہاں تک کہ اس لقمے پر بھی جو وہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایمان میں صبر کی حیثیت ایسی ہے جیسے جسم میں سر کی۔ جب صبر نہ رہا تو ایمان نہ رہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مسلمان آزمائش میں ڈالے گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے ہجرت کے ارادہ سے نکلے لیکن ایک سردار ابن دغنہ آپ کو واپس لے آیا اور مکہ کے سرداروں سے کہا کہ ابوبکر جیسے لوگ نہ تو نکلتے ہیں اور نہ نکالے جاتے ہیں میں نے ان کو پناہ دی ہے۔ مکہ کے سرداروں نے کہا کہ ہم تمہاری امان کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ابوبکر سے کہو کہ اپنے گھر کے اندر اپنے خدا کی عبادت کرے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے اپنے گھر میں خدا کی عبادت شروع کر دی لیکن کچھ دنوں بعد اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا کر وہاں عبادت شروع کی جس پر مکہ والوں کو اعتراض ہوا اور انہوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ یا تو وہ اپنی امان واپس لے لے اور یا پھر ابوبکر کو کھلے عام عبادت کرنے سے روک دے ابن دغنہ نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی امان واپس لے لو۔ میں تو اسی طرح عبادت کرتا رہوں گا۔

حضور انور نے فرمایا یہی حال ان دنوں پاکستان میں ہے احمدی کھلے عام نمازیں نہیں پڑھ سکتے، خود کو مسلمانوں کی طرح ظاہر نہیں کر سکتے اگر وہ خود کو مسلمان ظاہر کریں تو مخالفین کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

حضرت اُمِّ شریک ؓ نے جب اسلام قبول کیا تو انہوں نے قریش کی عورتوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ اس پر انہیں اونٹ پر بٹھا کر تین دن تک پانی اور کھانے سے محروم رکھا گیا اور دھوپ میں باندھ دیا گیا۔ اس اثناء میں انہوں نے دیکھا کہ ایک پیالہ پانی کا ان کی طرف آیا ہے چنانچہ انہوں نے وہ پانی پیا اور خود کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے کچھ کپڑوں پر پھینک دیا۔ کفار جب آئے تو انہوں نے سمجھا کہ شاید ام شریک نے بندھن توڑ کر ان کا پانی پیا ہے لیکن جب ام شریک نے تمام واقعہ ان کے سامنے بیان کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو پانی پلایا ہے تو وہ بڑے متعجب ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تمہارا دین سچا ہے اور اسلام قبول کر لیا۔

حضرت بلال ؓ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آپ اُمیہّ بن خلف کے غلام تھے۔ اُمیہ سخت گرمی میں دوپہر کے وقت دھوپ میں آپ کو لِٹاتا اور لات اور عزّٰی کی پرستش کرنے کو کہتا لیکن آپ احد، احد کے نعرے لگاتے تھے۔ اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے صبر و استقامت کے متعلق کئی اور احادیث بھی بیان فرمائیں اور آخر پر صبر سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

......’’ کون ثابت کرسکتا ہے کہ دُنیا میں تمام نبیوں کی اُمتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرتِ انتقام ہونے کے خدا کا حکم سُن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دستکش بنا لیا جیسا کہ انہوں نے بنایا؟ کس کے پاس اِس بات کا ثبوت ہے کہ دُنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوت بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذاء اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا۔ ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جان نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد اُنہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خون ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا، اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے‘‘۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۹۔۱۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و حوصلہ کے ساتھ صبر و استقامت کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

ضروری گزارش

مضامین نگار حضرات اپنے مضامین، آراء اور دیگر کالمز، مستند حوالہ جات کے ساتھ صاف ستھرے اور صفحہ کی ایک جانب لکھ کر بھجوایا کریں۔ اگر مسودہ میں آیات اور حدیث درج ہوں تو مکمل اعراب کے ساتھ ارسال کریں۔ جزاکم اللہ۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

پاکستان سے خلیفۂ وقت کی ہجرت سے پہلے تمام ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں خلیفۂ وقت کی شمولیت ہوتی تھی اور پاکستان سے تمام متعلقہ ذیلی تنظیموں کے نمائندے اجتماعات میں شرکت کیا کرتے تھے جس سے ربوہ کی رونقیں بھی دوبالا ہوجایا کرتی تھیں۔

UK کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع نے مجھے بچپن اور جوانی کے اجتماعات کی یادیں دلادی تھیں اور ساتھ ہی ان مظلوموں کی یاد بھی جو ظالموں کے ظالمانہ قوانین کا شکار ہوکر اپنے اس حق سے بھی محروم کردیئے گئے ہیں کہ اپنی اصلاح، تربیت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذکر کے لئے جمع ہوکر اس مجلس اور اجتماع کا انعقاد کرسکیں۔

گزشتہ اٹھائیس سالوں سے مسیح محمدی کے یہ غلام اپنے ایمانوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت ہر طرح قربانی کر کے کرتے چلے جارہے ہیں۔
مَیں بھی اور آپ بھی اس یقین پر قائم ہیں کہ یہ حالات ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن یہ ظلم بھی اور ظالم بھی صفحہ ہستی سے مٹادیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر، استقامت اور دعا سے کام لیتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اگر چند ملکوں میں احمدیوں کے حقوق اور آزادی کو سلب کیا گیا ہے تو آسٹریلیا، افریقہ، امریکہ، اور جزائر کے رہنے والے احمدی آزادی کی زندگی بھی گزار رہے ہیں۔ ان کے لئے صحیح اسلامی تعلیم پر عمل کرنے اور اسے اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کے راستے کھلے ہیں۔ تبلیغ کے میدان بھی کھلے ہیں۔ پس ان ممالک کے رہنے والے احمدیوں سے مَیں کہتا ہوں کہ اس سہولت، کشائش اور آزادی اور آزاد زندگی کو اپنے مقصود کے حصول کا ذریعہ بنالیں۔

جہاں اپنی عبادتوں اور تقویٰ کے معیار کو بلند کریں وہاں احمدیت کا پیغام ہر جگہ پہنچانے کے لئے بھرپور کردار بھی ادا کریں۔
ہر ذریعۂ تبلیغ کو استعمال کرنے کی کوشش کریں۔ جدید ذرائع کا استعمال نوجوان زیادہ بہتر طور پر کرسکتے ہیں۔

مختلف ویب سائٹس ہیں ان میں مختلف قسم کے بیہودہ قسم کے اعتراضات آتے ہیں، ان کو سچائی کے پیغام سے بھر دیں۔

اگر علم میں کمی ہے تو اپنے بڑوں اور مبلغین سے مدد لیں۔ آج دنیا میں رہنے والے ہر خادم کو ان مہمات کا حصہ بننے کی ضرورت ہے۔
تبھی توحید کے قیام میں حقیقی کردار ادا کرسکیں گے۔ مسیح موسوی کے نوجوان تو محدود علاقوں میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔
مسیح محمدی کے خدام تو نئے ذرائع کے ذریعے سے تمام دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرسکتے ہیں۔

(مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے حوالہ سے دنیا بھر کے خدام کو اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرنے، نمازوں کے قیام، عبادتوں کے معیار کو بلند کرنے، خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور تبلیغ جیسی اہم ذمہ داریوں کی طرف خصوصی توجہ دینے کی پُر اثر نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء بمطابق 24 تبوک 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

ستمبر، اکتوبر کے مہینے اکثر ہماری ذیلی تنظیموں، یعنی اکثر ممالک کی ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات کے مہینے ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج خدام الاحمدیہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے اور اسی طرح اگلے جمعہ انصار اور لجنہ کے اجتماعات بھی شروع ہونے ہیں۔

گزشتہ تقریباً 27، 28 سال سے UK کے اجتماعات میں خلیفۂ وقت کی شمولیت اجتماعات کا حصہ بن چکی ہے۔ ربوہ سے، پاکستان سے خلیفۂ وقت کی ہجرت سے پہلے تمام ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں خلیفۂ وقت کی شمولیت ہوتی تھی اور پاکستان سے تمام متعلقہ ذیلی تنظیموں کے نمائندے اجتماعات میں شرکت کیا کرتے تھے جس سے ربوہ کی رونقیں بھی دوبالا ہوجایا کرتی تھیں۔ خاص طور پر خدام اور اطفال کو اس زمانہ میں ایک خاص شوق اور لگن ہوتی تھی اور اجتماع کا انتظار رہتا تھا۔ خیموں میں رہائش ہوتی تھی۔ ہر مجلس اپنی اپنی چادریں لا کر عارضی خیمے بنایا کرتی تھی۔ باقاعدہ اس طرح کے ٹینٹ، خیمے نہیں تھے جیسے یہاں مل جایا کرتے ہیں بلکہ بستروں کی چادروں سے ہی خیمے بنائے جاتے تھے اور ان خیموں میں رہائش ہوتی تھی۔ ہر مجلس یا خیمے میں رہنے والا ہر گروپ جو ہے وہ اپنی اپنی چادریں لاتا تھا اور یوں رنگ برنگے اور پھول دار اور قسما قسم کے خیمے وہاں رہائش گاہ میں بنے ہوتے تھے۔

اکتوبر کے مہینے میں پاکستان میں عموماً موسم اچھا رہتا ہے۔ بارشیں نہیں ہوتیں۔ اس لئے گزارہ ہوجاتا تھا۔ اگر یہاں کا موسم ہو تو شاید گزارہ نہ ہوسکے بلکہ شاید کا کیا سوال ہے گزارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بہرحال UK کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع نے مجھے بچپن اور جوانی کے اجتماعات کی یادیں دلادی تھیں اور ساتھ ہی ان مظلوموں کی یاد بھی جو ظالموں کے ظالمانہ قوانین کا شکار ہوکر اپنے اس حق سے بھی محروم کردیئے گئے ہیں کہ اپنی اصلاح، تربیت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذکر کے لئے جمع ہوکر اس مجلس اور اجتماع کا انعقاد کرسکیں۔ بہرحال مَیں بھی اور آپ بھی اس یقین پر قائم ہیں کہ یہ حالات ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن یہ ظلم بھی اور ظالم بھی صفحہ ہستی سے مٹادیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر، استقامت اور دعا سے کام لیتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اجتماع کے حوالہ سے یہ باتیں جو ہیں ان کا ذکر اصل میں تو مجھے اجتماع کے موقع پر کرنا چاہئے تھا اور ہر سال مَیں اجتماع کی مناسبت سے متعلقہ ذیلی تنظیموں کو ان کے حوالہ سے مخاطب بھی ہوتا ہوں۔ لیکن مجھے اس دفعہ خیال آیا کہ جمعہ پر اس حوالے سے بھی ذکر کردوں۔ کیونکہ ایک تو پاکستان کے مرکزی اجتماع میں افتتاحی اور اختتامی خطابات خلیفۂ وقت کے ہوتے تھے۔ دوسرے اجتماع کے موقع پر جو میری اختتامی تقریر ہوتی ہے، وہ عموماً براہِ راست ایم۔ ٹی۔ اے سے نشر نہیں ہوتی بلکہ کچھ دنوں کے بعد ہفتہ دس دن بعد نشر ہوتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس کو ایک بڑی تعداد نہ سن سکتی ہو۔ تیسرے جہاں جہاں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں وہ اس خطبہ کو اپنے لئے بھی پیغام سمجھتے ہوئے ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور چوتھے جہاں جہاں نئی جماعتیں یا ذیلی تنظیمیں اور مجالس قائم ہو رہی ہیں وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے

ہوئے براہِ راست باتیں سن کر ان سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔ بہرحال اب مَیں اس حوالہ سے خدام الاحمدیہ کو خصوصاً اور ہر فردِ جماعت کو عموماً چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

قرآنِ کریم میں دین کی خدمت، اصلاح اور توحید کے قیام کے لئے نوجوانوں کے حوالہ سے سورۃ کہف میں دو جگہ ذکر آیا ہے۔ یہ وہ نوجوان تھے جو مسیح موسوی کے ماننے والے تھے جو تقریباً تین سو سال تک سختیاں اور ظلم سہتے رہے۔ اس قدر سختیاں ان پر ہوئیں کہ لمبا عرصہ ان کو غاروں میں چھپ کر رہنا پڑا۔ غاروں میں بھی حکومتِ وقت کے کارندے ان کا پیچھا کر کے قتل و غارت کرتے رہے۔ لیکن دین اور توحید کی خاطر وہ لوگ یہ ظلم برداشت کرتے رہے۔ جب حالات کچھ بہتر ہوتے تھے تو باہر بھی آ جاتے تھے۔ لیکن ظلم کی جو حالت تھی یا حالات تھے، ان سے انہیں وقتاً فوقتاً گزرنا پڑتا تھا۔ بہرحال توحید کے قیام اور دین کی حفاظت کے لئے ان لوگوں کی کوشش اس قابل تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآنِ کریم میں بھی محفوظ فرما لیا۔ اس حوالہ سے جن دو آیتوں کا مَیں نے ذکر کیا ہے وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّ ھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (الکہف:11) جب چند نوجوانوں نے ایک غار میں پناہ لی تو انہوں نے کہا ”اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملے میں ہمیں ہدایت عطا کر“۔

پھر دوسری جگہ دو آیتیں چھوڑ کے ذکر ہے کہ: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ نَبَاَھُمْ بِالْحَقِّ۔ اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی (الکہف:14) ہم تیرے سامنے ان کی خبر سچائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ یقیناً وہ چند نوجوان تھے جو اپنے ربّ پر ایمان لے آئے اور ہم نے انہیں ہدایت میں ترقی دی۔

اور پھر اس کی وضاحت میں اگلی آیت بھی ہے کہ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلٰھًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (الکہف:15) اور ہم نے ان کے دلوں کو تقویت بخشی جب وہ کھڑے ہوئے۔ پھر انہوں نے کہا ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے۔ ہم ہرگز اس کے سوا کسی کو معبود نہیں پکاریں گے۔ اگر ایسا ہو تو ہم یقیناً اعتدال سے ہٹی ہوئی بات کہنے والے ہوں گے۔

پس توحید کے قیام کے لئے انہوں نے کوشش کی۔ ظلم سہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے وحدانیت پر قائم رکھے اور ہدایت کے راستے پر ہم چلتے رہیں۔

اس سے پہلے قرآنِ کریم میں جو آیات ہیں ان سے پہلی آیت میں یہ ذکر ہے کہ آج کل کے عیسائی وحدانیت کو چھوڑ کر ایک شخص کو خدا کا بیٹا بنائے بیٹھے ہیں جو سراسر جھوٹے نظریات اور جھوٹی تعلیم ہے اور جس کا عیسائیت کی اصل تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ ایسی خطرناک بات ہے جو یقیناً انہیں سزا کا مورد بنائے گی۔ حقیقی تعلیم جس کے لئے عیسائیوں نے قربانی دی، تثلیث کی تعلیم نہیں تھی بلکہ وحدانیت کی تعلیم تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے مختلف ادوار اور حالات کا نقشہ کھینچنے کے بعد بیان فرمایا کہ ان کے اس ایمان لانے اور ایک خدا پر یقین کرنے کی وجہ سے ہم نے انہیں ہدایت پر قائم رکھا اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا۔ اور وہ ایک خدا کی پرستش کرنے کا اعلان کرتے رہے اور اس کی عبادت کرتے رہے۔ انہوں نے اس بات سے سخت بیزاری کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے۔ لیکن پھر زمانہ کے اثر کے تحت، حکومتوں کے اثر کے تحت عیسائیت نے آہستہ آہستہ تثلیث کی صورت اختیار کر لی، اس میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ غلط لوگوں کے ہاتھ میں جب عیسائیت کی باگ ڈور چلی گئی تو پھر تثلیث کا نظریہ پیدا ہوا اور دنیا داری نے ان کے دین پر قبضہ کر لیا۔ ان شرک کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے آگ میں ڈالے جانے کا انذار فرمایا ہے۔

بہرحال ان آیات کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عیسائیت جب تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہی اس کی حفاظت کرنے والے نوجوان تھے اور انہوں نے ایمان کی حفاظت کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ایمان کی وجہ سے، ان کے ظالم حکمرانوں کے سامنے اپنے دین کی حفاظت کی وجہ سے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی ماننے کی وجہ سے ان کو ہدایت یافتہ رکھا۔ انہوں نے کسی دنیاوی انعام کی پرواہ نہیں کی بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ چند نوجوان جو تھے ان کے ساتھ ہم نے ان کے ایمان کی وجہ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی ہم نے انہیں ہدایت میں ترقی دی۔ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اور ہم نے ان کے دلوں کو تقویت بخشی اور اس ہدایت میں ترقی اور دلوں کی تقویت کی وجہ سے انہوں نے اپنے وقت کے تمام جابر سلطانوں کے سامنے جرأت کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلٰھًا کہ ہم ہرگز اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں پکاریں گے۔ ہم اپنی جان تو دے سکتے ہیں، ہم اپنے حقوق کو تو قربان کر سکتے ہیں، ہم اپنے پیاروں اور جان و مال کی قربانی تو دے سکتے ہیں لیکن توحید سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ پس ہمارے سامنے ان ایمان لانے والوں کا یہ نمونہ ہے، جن کے سامنے اُسوہ کا وہ معیار نہیں تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے سامنے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ذریعہ رکھا ہے۔ پس ہمارے سامنے اس اُسوہ کا اعلیٰ ترین معیار یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم توحید کے قیام اور استحکام اور ہدایت کے راستوں پر چلنے کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے عہد کو ہر وقت سامنے رکھتے ہوئے پورا کرتے چلے جائیں۔ کوئی ابتلا، کوئی دنیاوی لالچ ہمیں اپنے عہد کو نبھانے اور پورا کرنے میں روک نہ بن سکے۔

جب الٰہی جماعتوں کی ابتلا سے گزرنے کی مثالیں سامنے آتی ہیں تو توجہ فوراً پاکستان کے احمدیوں کی طرف خاص طور پر پھر جاتی ہے۔ اور پھر چند دوسرے ممالک بھی ہیں جہاں احمدیوں پر سختیاں روا رکھی جا رہی ہیں۔ آج پاکستان کے احمدی ذہنی اور جسمانی اذیت سے گزرنے کے ساتھ ساتھ جان اور مال کی قربانیاں بھی پیش کر رہے ہیں۔ اسی طرح عرب ممالک میں احمدی ہیں جن کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل روزانہ کی ڈاک میں بیعتوں کے خطوط آتے ہیں۔ ان عرب ملکوں میں بھی احمدی ہونے کی وجہ سے مشکلات ہیں۔ اور ان ملکوں کے احمدی بھی اصحابِ کہف کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ پاکستان کی تو پرانی جماعت ہے اور بلاخوف اپنے ایمان کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ کسی احمدی کی احمدیت چھپی ہوئی نہیں ہے، پتہ لگ ہی جاتا ہے۔ لیکن نئے شامل ہونے والوں کے لئے یہ اظہار بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اکثریت ان شامل ہونے والوں کی پُر جوش بھی ہے اور ایمان میں ترقی کرنے والوں کی بھی ہے لیکن بعض کمزور بھی ہوتے ہیں۔ وسیع طور پر ایک جگہ جمع ہونے یا باجماعت نماز کی ادائیگی یا جمعہ پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔ اور پھر جماعت کے استحکام کے لئے بعض دفعہ ضروری بھی ہوتا ہے اور بعض انتظامی اقدامات احمدیوں کی حفاظت کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ یہ بعض دفعہ عرب ملکوں سے بڑے بے چین ہو کر مجھے لکھتے ہیں کہ کب تک ہم اسی طرح گزارہ کریں گے۔ تو مَیں ان کو اصحابِ کہف کی مثال دے کر ہمیشہ صبر کی تلقین کیا کرتا ہوں۔ یہ دن انشاء اللہ تعالیٰ بدلنے ہیں اور انبیاء کی تاریخ بتاتی ہے کہ بدلتے ہیں اور بدلیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس ان مسلمان ملکوں کے احمدی جو بعض اوقات اس وجہ سے پریشان ہو جاتے ہیں کہ کب تک ہم چھپ کر اپنے پروگرام کریں گے، حتی کے جیسے مَیں نے کہا کہ نماز اور جمعہ بھی چھپ کر پڑھیں گے تو ان سے مَیں کہتا ہوں کہ آپ کو تو ابھی اس مزے کا احساس نہیں ہے جو براہِ راست خلافت کے زیرِ سایہ اجتماعوں اور جلسوں کا پاکستانی احمدیوں کو ملا ہے۔ لیکن اس کے باوجود گزشتہ اٹھائیس سالوں سے مسیح محمدی کے یہ غلام اپنے ایمانوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت ہر طرح قربانی کر کے کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اتنے عرصے کی بندش اور مستقل اذیت کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ لیکن صبر و استقامت کے پیکر یہ مرد، عورت، بوڑھے، بچے یہ قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ کی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ تین سو سال سے زائد عرصہ تک رہنے والی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ ہمیں کامیابیوں اور فتوحات کے قریب تر لے جاتی چلی جا رہی ہیں۔

جماعت احمدیہ کے قیام کے مقصد کے حصول کی کوشش چند ملکوں میں جماعت پر سختیوں سے بند نہیں ہو گئی۔ جماعت احمدیہ کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا اور توحید کے قیام کا کام ہے۔ ان مخالفتوں، دشمنیوں اور پابندیوں سے یہ کام ختم نہیں ہو گیا۔ جماعت احمدیہ ہر دن ایک نئی شان سے اپنی ترقی کو طلوع ہوتا دیکھتی ہے۔

گزشتہ دنوں آئرلینڈ میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا۔ یہ ملک بھی یورپ میں عیسائیت کا اس لحاظ سے گڑھ ہے کہ یہاں ابھی تک لوگوں کی عیسائیت کے ساتھ بہت زیادہ وابستگی ہے۔ اکثریت کیتھولک ہیں اور چرچوں وغیرہ میں آنا اور چرچ سے تعلق بہت زیادہ ہے۔ جبکہ یورپ کے اکثر ممالک کے عیسائی مذہب سے لاتعلق ہو گئے ہیں۔ بہرحال یہ ملک جو زمین کا کنارہ بھی ہے جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں تفصیل سے بیان بھی کیا تھا، یہاں سنگِ بنیاد اور reception جو ہوٹل میں ہوئی جس میں ایک سو کے قریب پڑھے لکھے لوگ تھے۔ جن میں پارلیمنٹ کے ممبر بھی تھے، سرکاری افسران بھی تھے، پروفیسر اور ٹیچر بھی تھے۔ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی تھے۔ وہاں Galway شہر کے میئر بھی تھے۔ وہاں کے بڑے پادری بھی تھے۔ سب کے سامنے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی جس کو نیشنل ٹی وی اور اخباروں نے بڑی اچھی کوریج دی۔ جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا یہ پیغام لاکھوں لوگوں تک پہنچا۔ پس اگر ایک طرف جماعت احمدیہ کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو دوسری طرف تبلیغ کے راستے بھی خدا تعالیٰ کھول رہا ہے۔

آئرلینڈ میں تعداد کے لحاظ سے گو چھوٹی سی جماعت ہے۔ اکثریت جوانوں کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ایکٹو (Active) جماعت ہے۔ ایکٹو (Active) ہونے کی وجہ سے ان کے رابطے جو ہیں وہ بھی کافی اچھے ہیں اور اب اس فنکشن کی وجہ سے ان کے رابطے اور تبلیغ کی کوشش مزید وسیع ہو گی اور نئے راستے اس کے لئے متعین ہوں گے، انشاء اللہ۔ اگر انہوں نے اس جذبہ کو جاری رکھا اور جو وسیع تعارف ہو گیا ہے اس سے فائدہ اٹھایا تو انشاء اللہ تعالیٰ مسیح محمدی کے یہ چند غلام مسیح موسوی کے وحدانیت سے دور ہٹے ہوئے لوگوں کو ایک دن خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بنا دیں گے، انشاء اللہ۔

پس جہاں ایک طرف بعض ملکوں میں اصحابِ کہف والی صورتحال فکر میں ڈالتی ہے تو دوسری طرف کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ:22)۔ (اللہ تعالیٰ نے فرض کر چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے۔) کی جو نوید ہے یہ تسلی دلاتی ہے۔ مسیح موسوی کے اصحابِ کہف کے دور کے بعد جو عیسائیت پھیلی تو شرک کے پھیلانے کا باعث بن گئی۔ لیکن مسیح محمدی کے ماننے والوں کو تین سو سال گزرنے سے بہت پہلے انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ ملے گا۔ اور یہ غلبہ بھی شرک کو جڑ سے اکھاڑ کر توحید کے قیام کا باعث ہو گا۔ انشاء اللہ۔ پس ہمیں کوئی مایوسی نہیں ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیائے احمدیت میں بہت وسعت آ چکی ہے۔ اگر چند ملکوں میں احمدیوں

کے حقوق اور آزادی کو سلب کیا گیا ہے تو آسٹریلیا، افریقہ، امریکہ، اور جزائر کے رہنے والے احمدی آزادی کی زندگی بھی گزار رہے ہیں۔ ان کے لئے صحیح اسلامی تعلیم پر عمل کرنے اور اسے اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کے راستے کھلے ہیں۔ تبلیغ کے میدان بھی کھلے ہیں۔ پس ان ممالک کے رہنے والے احمدیوں سے مَیں کہتا ہوں کہ اس سہولت، کشائش اور آزادی اور آزاد زندگی کو اپنے مقصود کے حصول کا ذریعہ بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ نے وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی کے الفاظ صرف اصحابِ کہف کے لئے استعمال نہیں کئے بلکہ یہ اصول بیان کیا ہے کہ جو بھی اپنے ایمان کی حفاظت کرے گا، دین پر قائم رہنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ہدایت میں بڑھاتا چلا جائے گا۔ ان کے ایمان میں ترقی دیتا چلا جائے گا۔

اس بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال میں یوں بھی بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَاللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ (الانفال:3) مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (الانفال:4) وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اس میں سے ہی جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔ لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ (الانفال:5) کہ یہی ہیں جو کھرے اور سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے ان کے ربّ کے حضور بڑے درجات ہیں اور مغفرت ہے اور بہت عزت والا رزق بھی۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک حقیقی مومن کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ جو ایمان کا دعوی کرتا ہے وہ صرف زبانی دعویٰ سے مومن نہیں بن جاتا۔ اس کی کچھ خصوصیات بھی ہوتی ہیں۔ وہ ابتلاؤں میں بھی اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور کشائش میں بھی اپنی ایمانی حالت کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جب یہ ہو تو وہ ان وعدوں سے حصہ لینے والا بن جاتا ہے، اُن وعدوں کا حق دار ٹھہرتا ہے جو ایک حقیقی مومن سے خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں۔ اگر یہ دعویٰ ایک شخص کا، ایک مومن کا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے تو اس کا ہر قول و فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا نام صرف منہ پر یا زبان پر ہی نہ ہو بلکہ دل میں خدا تعالیٰ کی خشیت ہو۔ فرمایا کہ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ایک مومن کے لئے وہ محبوب ہستی ہے جس کی رضا ہر وقت اس کے پیشِ نظر رہتی ہے اور رہنی چاہئے۔ اور رضا کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ اس کے احکامات پر عمل کر کے۔ پس ایمان صرف زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ ایک عمل ہے جو مسلسل جاری رہنا چاہئے۔

پھر یہ نشانی ہے کہ آیات اسے ایمان میں بڑھاتی ہیں۔ یہ بہانے نہیں ہوتے کہ یہ باتیں مشکل ہیں اور ان پر عمل مشکل ہے یا یہ عمل تو میں کرلوں اور یہ نہ کروں، یا کر نہیں سکوں گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر کان دھرنا اور ان پر عمل کرنا، ان کو سننا، یہی ایک اصل مومن کی نشانی ہے۔

اس بات کو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے کہ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا (الفرقان:74) کہ جن کا ایمان حقیقی ہوتا ہے جب ان کے ربّ کی آیات انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔ پس زبانی دعویٰ کہ مَیں توحید پر یقین رکھتا ہوں، ایمان میں زیادتی کا باعث نہیں بنتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش بھی نہ ہو۔ پس توحید کے قیام کی کوشش اس وقت کامیاب ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان اپنے نفس کو قربان کرتا ہے اور جب ہر معاملہ میں کامل توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔

پھر یہ آیات جو مَیں نے پڑھی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن کی ایک نشانی نمازوں کا قیام ہے۔ اب اجتماعات میں اور ان کے بعد بھی ہر خادم کو، ہر احمدی کو، اس کا خاص اہتمام کرنا ضروری ہے۔ اجتماعوں میں تو خاص طور پر کہ نمازیں باجماعت ادا ہوں اور اس کے بعد بھی عام طور پر نمازوں کا قیام اور باجماعت ادا کرنا اور وقت پر ادا کرنا یہ بھی ضروری ہے۔ اسی طرح کچھ خدام جو ڈیوٹی والے یا اجتماعات میں شامل ہونے والے ہوتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ بھی اپنی نمازوں کا اہتمام کریں۔ ڈیوٹی کے بہانہ سے نمازیں ضائع نہ ہوں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا صرف اجتماع کے دنوں میں نہیں بلکہ عام دنوں میں بھی۔ جب ہماری ترقی اور فتوحات دعاؤں سے ہی وابستہ ہیں جس کے لئے بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے تو پھر دعاؤں کا جو بہترین ذریعہ قیامِ نماز ہے، اس کی طرف توجہ دینے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ توحید کے قیام کی کوشش اور اللہ تعالیٰ کو ہی معبودِ حقیقی سمجھنا ایک مسلمان کا یہی مقصد ہے۔ اور توحید کا قیام اور اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی سمجھنا بغیر نمازوں کی ادائیگی کے اور اس کے قیام کے ممکن ہو ہی نہیں سکتا۔ پانچ وقت کی نمازیں ہی ہیں جو ایک مومن کے بہت سے متوقع بتوں کو توڑنے کا باعث بنتی ہیں۔ اور خاص طور پر اس مادی دنیا میں تو یہ پانچ وقت کی نمازیں ہی ہیں جو توحید کے قیام کا باعث بنتی ہیں۔ ہمارے نفس کے اندر کے بتوں کو بھی توڑتی ہیں۔ اور ہمارے ظاہری اسباب کے بتوں کو بھی توڑتی ہیں۔ پس توحید کو قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے یہ ایک بنیادی نسخہ ہے جسے ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔

پھر فرمایا وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ اور جو کچھ انہیں ہم نے دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ دین کی اشاعت اور توحید کے قیام کے لئے خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ایمان میں بڑھاتا ہے۔ پس مالی قربانیوں کی جو جماعت میں تحریک کی جاتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت ہی ہے۔

پھر آخری آیت جو مَیں نے پڑھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلی دو آیات میں بیان کردہ خصوصیات کا جو حامل ہے وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں حقیقی مومن ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں حقیقی مومن ٹھہر جائے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے انعامات کا وارث بنتا ہے اور وہ انعامات یہ ہیں کہ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ کہ ان کے ربّ کے پاس ان کے لئے بڑے بڑے درجے ہیں۔ مَغْفِرَۃٌ، اس کے گناہوں کی بخشش ہے اور رِزْقٌ کَرِیْمٌ، اور معزز رزق ہے۔ یہ رزق اس دنیا کا بھی ہے اور آخرت کا بھی۔ پس ایمان میں زیادتی، ہدایت میں زیادتی اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بناتی ہے۔ اور ایک مومن کا کام ہے کہ ایمان اور ہدایت میں زیادتی کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش میں ہر وقت لگا رہے۔ اور یہی حقیقی تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا حاصل کرتا ہے۔ یعنی تقویٰ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے سے تقویٰ میں ترقی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ: وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی وَّاٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ (سورۃ محمد: 18) اور وہ لوگ جنہوں نے ہدایت پائی ان کو اس نے ہدایت میں بڑھا دیا اور ان کو ان کا تقویٰ عطا کیا۔

پس اٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ ان کو ان کا تقویٰ عطا کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے معیار بڑھنے کے ساتھ ساتھ تقویٰ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو اس کی طرف بڑھتے اور اس کی رضا کے طالب اور اس کے لئے کوشاں ہوتے ہیں انہیں نئے نئے راستے سکھاتا ہے جس کے حاصل کرنے سے ان کے تقویٰ کے معیار بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ اللہ اپنی رضا اور فضلوں کی چادر میں ایسے مومنوں کو لپیٹتا جاتا ہے۔ وہ پہلے سے زیادہ فضلوں کا وارث بنتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ دشمنوں کی خوفزدہ کرنے کی کوشش مومنوں کو بجائے خوفزدہ کرنے کے اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا باعث بنتی ہیں۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (حم السجدۃ:32) کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ اس پر یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یہ یقین ہی تھا جس نے مسیح موسوی کے ماننے والوں کو قربانیوں پر آمادہ کیا۔ ہمارے ساتھ تو خدا تعالیٰ کے ان سے بڑھ کر وعدے ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا تعالیٰ سے کبھی بھی بے وفائی کا اظہار کریں یا یہ سوچیں کہ اس کی عبادتوں سے کبھی غافل ہوں، توحید کے قیام کے لئے کوشش سے کبھی غافل ہوں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کا ایک گروہ تو صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ثباتِ قدم، استقامت اور رُشد و ہدایت مانگ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان اور ایقان میں اور ہدایت میں ترقی بھی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گروہ کی دعاؤں کو سن بھی رہا ہے۔ ان کے ایمانوں کی مضبوطی اور شیطانی حملوں کا مقابلہ اور بے خوفی اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنتے ہوئے ان کے دلوں کو تقویت بخشی ہے۔ وہ نوجوان بھی جو ابھی نوجوانی میں قدم رکھنے والے ہیں اور بڑی عمر کے جوان بھی، یہ تمام خدام بڑے جذبے اور شوق سے اور بغیر کسی خوف کے پاکستان میں اپنی جماعتی طور پر جو بھی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں یا جو فرائض دیئے جاتے ہیں ان کو ادا کر رہے ہیں۔ بعض بزرگ مجھے لکھتے ہیں کہ ان نوجوانوں کے جذبے کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ آج کل پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مساجد خاص طور پر انتظامیہ کی طرف سے اور پولیس کی طرف سے بڑی خطرناک جگہیں قرار دی گئی ہیں۔ لیکن وہاں ہمارے نوجوان ڈیوٹیوں پر جاتے ہیں تو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ اگر کسی وجہ سے ایک خادم ڈیوٹی پر نہ آسکے تو یہ نہیں کہ وہاں نوجوانوں کی کمی ہو جاتی ہے، دو دو تین تین اس کی جگہ تیار ہوتے ہیں اور کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ جو متبادل لینا ہے وہ ہمیں لیا جائے۔ گھر سے یہ کہہ کر جاتے ہیں کہ اگر ہم واپس آ گئے تو ٹھیک ہے الحمدللہ اور اگر نہ آ سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے ہمارے حق میں پورے فرمائے۔ یہ ایمان ہے جو ان کے دلوں میں قائم ہو رہا ہے۔ ایک عجیب جذبہ ہے جو مسیح محمدی کے یہ غلام دکھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے جذبوں کو جہاں ہمیشہ زندہ رکھے وہاں اپنے خاص فضل سے ان کی حفاظت بھی فرماتا رہے۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649

الیس اللہ بکاف عبدہ

کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

آج مسیح محمدی کے ماننے والے نوجوان بھی ایک عجیب تاریخ رقم کر رہے ہیں۔ یہ بھی وہ نوجوان ہیں جو اپنے عہدوں کی پابندی اور توحید کے قیام کے لئے کسی سے پیچھے نہیں۔ حقیقت میں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار بیٹھے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہیں۔ پس تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اور عبادتوں کے معیار بڑھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پہلے سے بڑھ کر حاصل کرتے چلے جائیں۔

آج خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے تو آپ لوگ جو میرے سامنے یہاں بیٹھے ہیں یا اجتماع گاہ میں بیٹھے ہیں اور میرے براہِ راست مخاطب ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماعات کرنے کی بھی آزادی ہے اور اپنی مرضی سے جو پروگرام بھی ترتیب دینا چاہیں اس پر عمل کرنے کی بھی آزادی ہے۔ جن کو تربیتی پروگرام بنانے کی آزادی بھی ہے اور جن کو تبلیغ کے پروگرام بنانے کی آزادی بھی ہے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ صرف اجتماع کے یہ تین دن ہی آپ میں عارضی تبدیلی کا باعث نہ بنیں بلکہ ایک مستقل تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تقویٰ کے معیار بڑھائیں۔ عبادتوں کے معیار بڑھائیں۔ مغرب کی بیہودہ کشش آپ کو اپنی طرف راغب کرنے والی نہ بن جائے۔ اپنے ان بھائیوں کی قربانیوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں جو اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرتے ہوئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنے کے لئے ہر کوشش کر رہے ہیں۔ اپنی وفاؤں اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی دے رہے ہیں۔

پس آپ اس آزادی کے شکرانے کے طور پر جہاں اپنی عبادتوں اور تقویٰ کے معیار کو بلند کریں وہاں احمدیت کا پیغام ہر جگہ پہنچانے کے لئے بھرپور کردار بھی ادا کریں۔ ہر ذریعۂ تبلیغ کو استعمال کرنے کی کوشش کریں۔ جدید ذرائع کا استعمال نوجوان زیادہ بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔ آج کل احمدی نوجوانوں نے دوطرفہ محاذوں پر اپنا کردار ادا کرنا ہے، یعنی بیرونی محاذ جو ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ نفس کی اصلاح جو اندرونی محاذ ہے وہ تو ہے ہی، اس کے علاوہ بیرونی محاذ بھی دو طرح کے ہیں۔ ایک طرف تو اسلام کے خلاف مہم میں حصہ لے کر اسلام کا دفاع کرنا ہے اور دوسرے احمدیت کے خلاف جو حملے ہیں ان میں دفاع کرنا ہے۔ مختلف ویب سائٹس ہیں ان میں مختلف قسم کے بیہودہ قسم کے اعتراضات آتے ہیں، ان کو سچائی کے پیغام سے بھر دیں۔ ایک ایسا منظّم لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ ان سب ویب سائٹس کو اپنی سچائی کے پیغام سے بھر دیں۔ اگر علم میں کمی ہے تو اپنے بڑوں اور مبلغین سے مدد لیں۔ آج دنیا میں رہنے والے ہر خادم کو ان مہمات کا حصہ بننے کی ضرورت ہے۔ تبھی توحید کے قیام میں حقیقی کردار ادا کر سکیں گے۔ مسیح موسوی کے نوجوان تو محدود علاقوں میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ مسیح محمدی کے خدام تو نئے ذرائع کے ذریعے سے تمام دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ پس اس بات پر خاص توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"اے میری جماعت! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو، وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کے لئے ایسا طیّار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیّار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم وغم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے، نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چندروزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے، ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے۔ اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانے پر گر جائیں۔ اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں"۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اِنــــــذار

ازمنظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دوستو ! جاگو کہ اَب پھر زلزلہ آنے کو ہے ۔۔۔ پھر خُدا قُدرت کو اپنی جلد دِکھلانے کو ہے
وہ جو ماہِ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ ۔۔۔ تم یقیں سمجھو کہ وہ اِک زجر سمجھانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اِس کا علاج ۔۔۔ آسماں اَے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے، تقویٰ کی رہ گُم ہوگئی ۔۔۔ اِک مسلماں بھی مسلماں صِرف کہلانے کو ہے
کس نے مانا مجھ کو ڈر کر، کس نے چھوڑا بُغض وکیں ۔۔۔ زِندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے
کافِر و دجاّل اور فاسق ہمیں سب کہتے ہیں ۔۔۔ کون ایماں صدق اور اِخلاص سے لانے کو ہے
جس کو دیکھو بدگُمانی میں ہی حد سے بڑھ گیا ۔۔۔ گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے
چھوڑتے ہیں دین کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار ۔۔۔ سَو کریں وعظ ونصیحت، کون پچھتانے کو ہے
ہاتھ سے جاتا ہے دِل دیں کی مصیبت دیکھ کر ۔۔۔ پر خُدا کا ہاتھ اب اِس دِل کو ٹھہرانے کو ہے
اِسلئے اب غیرت اُس کی کچھ تمہیں دِکھلائے گی ۔۔۔ ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے
موت کی رہ سے ملے گی، اب تو دیں کو کچھ مدد ۔۔۔ ورنہ دیں اے دوستو! اِک روز مر جانے کو ہے

یا تو اِک عالم تھا قرباں اُس پہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بھی اِس دیں کے جھٹلانے کو ہے

ہفت روزہ اخبار بدر کا ہر گھر میں آنا ضروری ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں دو اخبار قادیان سے شائع ہوتے تھے (۱) الحکم (۲) البدر۔ حضور علیہ السلام نے ان اخبارات کو اپنے دو بازو قرار دیا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد قادیان سے بدر کے نام سے ہفت روزہ اخبار شائع ہونا شروع ہوا، جو آج تک بفضلہٖ تعالیٰ نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

اس اخبار میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح کے خطباتِ جمعہ اور دیگر خطابات کے مکمل متن شائع ہونے کے علاوہ خلیفۂ وقت کے عالمی دَوروں کی ایمان افروز تفصیل اور دیگر علمی مضامین اور اداریئے شائع ہوتے ہیں۔ مرکزی انجمنوں اور ذیلی تنظیموں کے ضروری اعلانات شائع ہوتے ہیں۔ وصایا کے اعلان شائع ہوتے ہیں، خصوصی دُعاؤں کی درخواستیں اور شادی بیاہ کی اطلاعات ریکارڈ ہوتی ہیں۔

ساٹھ سال سے زائد عرصہ ہوگیا، ابھی تک یہ اہم اور مفید اخبار ہفتہ میں ایک مرتبہ ہی چھپ رہا ہے جبکہ روزانہ نہیں تو کم از کم ہفتہ میں دو مرتبہ تو شائع ہونا چاہئے تھا لیکن ہفت روزہ ہونے کے باوجود تا حال اس کی سرکولیشن صرف دو ہزار سے کچھ زائد ہے جبکہ ہندوستان ہی کی جماعتوں کے لحاظ سے اس کی اشاعت پانچ ہزار کی تعداد میں ہونی چاہئے تھی۔

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی ہے کہ:

"انڈیا کی تمام جماعتوں میں احباب جماعت کو یہ اخبار لگوانے کیلئے تحریک کی جائے اور اس سلسلہ میں آپ تمام جماعتوں کے صدران اور زونل وصوبائی امراء کو سرکلر بھجوائیں"۔

لہٰذا تعمیل ہدایت میں بذریعہ اعلان ہذا جملہ زونل امراء کرام، مبلغین وسرکل انچارج صاحبان اور جماعتوں کے امراء وصدر صاحبان سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کے نام یہ اخبار لگوانے کی کوشش کریں اور کوشش کریں کہ کم از کم ہر گھر میں ایک اخبار ضرور پہنچ جائے۔ اگرچہ ہندوستان میں اُردو زبان پڑھنے اور سمجھنے کے لحاظ سے بعض صوبوں میں بہت کمی محسوس ہوتی ہے لیکن احباب جماعت ہندوستان کو ایک تو اُردو زبان سیکھنے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور دوسرے اگر پڑھنا نہ بھی آتا ہو تو ریکارڈ کیلئے اخبار بدر کو گھر میں محفوظ کرنا ضروری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نسلیں استفادہ کریں گی بلکہ آئندہ زمانہ میں یہ بہت قیمتی سرمایہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کو اس اہم اخبار کی اہمیت اور افادیت کو سمجھتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

ضروری تصحیح

بدر مجریہ ۲۸/اکتوبر صفحہ ۱۱ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ یورپ مارچ۔ اپریل ۲۰۱۰ء کی رپورٹ کی 'نویں قسط' از ۲۳/اپریل شائع ہونی تھی لیکن سہواً (نویں قسط ۲۸ جون ۲۰۱۰ بروز سوموار کی شائع ہوگئی ہے) جبکہ اُوپر عنوان میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ یورپ مارچ اپریل ۲۰۱۰ء کی مختصر رپورٹ چھپا ہے۔ حضور انور کے دورہ یورپ مارچ، اپریل ۲۰۱۰ء کی نویں قسط از ۲۳/اپریل ۲۰۱۰ء بدر مجریہ "۱۱/نومبر" میں شامل اشاعت کردی ہے۔ احباب اس کی تصحیح فرمالیں۔ ادارہ اس فرد گذاشت پر معذرت خواہ ہے۔

خطبہ جمعہ

جماعتی ترقی اور تعلیم و تربیت اور اگلی نسل کو سنبھالنے میں عورت اور مرد خاص طور پر وہ جو چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ہیں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔

شرائط بیعت پر مضبوطی سے قائم ہونے کی نصیحت

اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے۔

بچوں کی تربیت میں مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے، ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے ہوئے اگلی نسل کی تربیت میں بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔

(ذیلی تنظیموں انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کی مناسبت سے انصارا للّٰہ اور لجنہ اماء اللّٰہ کو خصوصی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ یکم اکتوبر 2010ء بمطابق یکم اخاء 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج مجالس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ یو۔کے کے اجتماعات شروع ہو رہے ہیں۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں تنظیمیں اپنی اہمیت کے لحاظ سے بڑی اہم تنظیمیں ہیں اور جماعتی ترقی اور تعلیم و تربیت اور اگلی نسل کو سنبھالنے میں عورت اور مرد خاص طور پر وہ جو چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ہیں، بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر اپنی اس ذمہ داری کو ہماری عورتیں اور مرد حقیقی رنگ میں محسوس کر لیں اور جو ذمہ داریاں مرد اور عورت پر ہیں ان پر بھرپور طور پر توجہ دیں اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کریں تو اگلی نسل کے جماعت سے جڑے رہنے اور ان کے اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے کی ضمانت مل سکتی ہے۔ جہاں تک جماعتی ترقی کا سوال ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اس بات کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی اسی طرح وعدہ ہے جیسا کہ آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے تسلی دلائی تھی کہ آخری زمانے میں آپ کے غلامِ صادق کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ایک اور دور شروع ہوگا، اس میں اسلام کا آخری غلبہ ہوگا۔ پس یہ ترقی تو جماعت کا مقدر ہے، انشاء اللہ۔ راستے کی مشکلات بھی ہوتی ہیں جیسا کہ دوسری الٰہی جماعتوں کو ہوئیں۔ امتحانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعت احمدیہ کو بھی وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں پر ان مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ آگیں بھڑکائی جاتی ہیں لیکن یہ آگیں اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دیتا ہے۔ اور نہ صرف ٹھنڈی کر دیتا ہے بلکہ مومن ان تکالیف اور مشکلات میں سے جب گزرتا ہے تو اس سونے کی مانند ہوتا ہے جو آگ میں پڑ کر کندن بن کر نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو خود بھی قرآنِ کریم میں بیان فرمایا ہے کہ میں آزمائشیں بھی کرتا ہوں، امتحان بھی لیتا ہوں۔ فرماتا ہے کہ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3) کیا اس زمانے کے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کافی ہوگا اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟

پھر فرماتا ہے: وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ (العنکبوت:4) جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کو بھی ہم نے آزمایا تھا اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا۔ سو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا ان کو بھی جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے آزماتا ہے۔ کبھی کسی قسم کے امتحان سے گزارتا ہے اور کبھی کسی اور قسم کے امتحان سے گزارتا ہے۔ یہ امتحان ایمان میں جو مضبوط لوگ ہیں ان کے تعلق میں اضافہ کرتا ہے۔ ان کا مضبوط ایمان بڑھا دیتا ہے اور جو کمزور اور معترض ہیں جو کہ کسی نہ کسی رنگ میں اعتراض میں مصروف رہتے ہیں، وہ لوگ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض ہوتے ہیں۔ چھوٹے عہدے داروں پر اعتراض ہوتے ہیں۔ بڑے عہدے داروں پر اعتراض ہوتے ہیں اور پھر یہ اعتراض جو شروع ہوتے ہیں تو بڑھتے بڑھتے ان لوگوں کے ایمان کے لئے بھی خطرہ اور ابتلا بن جاتے ہیں اور اگر اللہ کا خاص فضل نہ ہو تو پھر بعضوں پہ ایک صورت ایسی بھی آ جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کی صداقت پر ہی شک کرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح مخالفین کی طرف سے تکالیف اور دشمنیاں کمزور ایمان والوں کو ابتلاؤں میں ڈال دیتی ہیں۔ پس مومن کا امتحان اس کو مزید صیقل کرنے کے لئے ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے ہے اور من حیث الجماعت، جماعت کے لئے کامیابی کے نئے راستے کھولنے کے لئے ہے، نہ کہ مغلوب کرنے کے لئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”جو لوگ خدائی امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں پھر ان کے واسطے ہر طرح کے آرام و آسائش رحمت اور فضل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 460 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ مکہ فتح ہو گیا“۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 299 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ابتلاء انبیاء اور انبیاء کی جماعتوں کے لئے فتوحات کے دروازے کھولنے کے لئے ہیں۔ اگر ہم اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے جو بھی ابتلاء اور امتحان آئیں گے، ان میں سے کامیابی سے گزرنے کی کوشش کرتے رہے تو رحمت اور فضل کے دروازے ہم پر بھی کھلتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ جب اللہ تعالیٰ نے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ یہ یقینی غلبہ اس لئے ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22) کہ یعنی اللہ تعالیٰ قوی ہے، مضبوط ہے اور تمام طاقتوں والا ہے۔ وہ عزیز ہے۔ وہی ہے جو اپنی تمام صفات کی وجہ سے قابلِ تعریف ہے۔ وہ ناقابلِ شکست ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔

پس یہ ہمیشہ ہمیں اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ کی قائم کردہ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق غالب تو انشاء اللہ تعالیٰ آنا ہے۔ راستے کی مشکلات ناکامی کی نہیں بلکہ کامیابی کی علامت ہیں۔ اگر ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھیں گے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس نظام کا حصہ بنائے رکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا تو ہم بھی اس رحمت اور فضل کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے جو خدا تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں۔ اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات دیکھیں گی۔ اگر ہم میں سے کوئی عمر کے اس حصے میں پہنچا ہوا ہے جہاں بظاہر زندگی کا کچھ حصہ نظر آ رہا ہے، بڑی عمر ہے، ویسے تو کسی کا نہیں پتہ کہ کب قضا آ جائے، لیکن بہرحال بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ فکر ہوتی ہے۔ جو اس میں بھی پہنچا ہوا ہے تو جس طرح بچوں کی دنیاوی بہتری کے لئے بڑی عمر کے لوگوں کو فکر ہوتی ہے، بڑا تردّد ہوتا ہے، اسی طرح اسے دینی حالت کی بہتری اور جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کے لئے بھی فکر

ہونی چاہیے۔ دنیاوی بہتری کے سامان کرنے کے لئے، بچوں کے لئے جائیداد، مکان، بہتر تعلیم یا کام کی ان کو فکر ہوتی ہے۔ بڑے لوگ دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔ تو اسی طرح ان کی بچوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کی بہتری کے لئے بھی فکر ہونی چاہئے۔ یہی تقویٰ ہے اور یہی اس عہد کا حق ادا کرنے کی کوشش ہے جو ہم اپنے اجلاسوں اور اجتماعوں میں دہراتے ہیں۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔ جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اس خدا کی تقدیر ہے جو تمام طاقتوں کا مالک خدا ہے اور وہ ناقابلِ شکست اور غالب ہے۔ اگر کوئی ہم میں سے راستے کی مشکلات دیکھ کر کمزوری دکھاتا ہے، اگر ہماری اولادیں ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث بن جاتی ہیں، اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔ پس اس اہم بات کو، اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات اس سلسلے میں ہمارے اپنے پاک نمونے ہیں۔

انصار اللہ کی عمر چالیس سال سے شروع ہوتی ہے۔ گویا انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہئے اور یہی ایک ایسے شخص کا، ایک ایسے مومن کا رویہ ہونا چاہئے جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، یقین ہو اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے اس کی کوشش ہو تو پھر اس کی یہ سوچ ہونی چاہئے کیونکہ ایک احمدی نے اپنے عہد میں، عہدِ بیعت میں اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے کہ اس نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں، اس لئے اس کو تو عمومی طور پر اور اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انصار اللہ ہیں۔ ایک ایسی عمر ہے جو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کو تو ہر وقت یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔

عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟ شرک سے اجتناب کرنا، جھوٹ سے بچنا، لڑائی جھگڑوں اور ظلم سے بچنا، خیانت سے بچنا، فساد اور بغاوت سے بچنا، نفسانی جوش کو دبانا، پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی کرنا، تہجد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا، استغفار دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دینا، تسبیح و تحمید کرنا، تنگی اور آسائش ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے وفا کرنا، قرآنِ شریف کے احکامات پر عمل کرنا، تکبر تخوت سے پرہیز کرنا، عاجزی اور خوش خلقی کا اظہار کرنا، ہمدردی خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر پیدا کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر ڈالنا۔ یہ ہے خلاصہ شرائطِ بیعت کا۔ پس اگر غور کریں تو یہ باتیں ایک انسان میں تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہیں۔ اور یہ کم از کم معیار ہے جس کی ایک احمدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توقع فرمائی ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ ایک انسان میں یہ چیزیں پیدا کی جائیں اور انسان آپ کی بیعت میں آ کر تقویٰ میں ترقی کرے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ” خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے مامور کیا ہے کہ تقویٰ پیدا ہو اور خدا تعالیٰ پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ تاوان نہیں چاہتا بلکہ سچا تقویٰ چاہتا ہے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 100 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ تقویٰ وہ ہے جو دل کی آواز ہو، جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دل سے اٹھنے والی آواز ہو۔ یہ عبادتیں، شرک سے پرہیز یا ان باتوں پر عمل جو انسان کے اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہیں یہ سب کسی قسم کی چٹی، جرمانہ یا تاوان سمجھ کر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے پیار کے تعلق کی وجہ سے ہو۔ ایمان کا وہ مقام ہو جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ:166) اور جو لوگ ایمان لانے والے ہیں ان کی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت میں ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان میں ترقی کرتے ہیں اور ایمان میں ترقی تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہے۔ پس ہمارے انصار اللہ کی بھی اور ہماری لجنہ اماء اللہ کی بھی یہ ایک ذمہ داری ہے کہ تقویٰ میں ترقی کر کے ہم آئندہ نسلوں کے لئے وہ پاک نمونہ قائم کرنے والے بن جائیں جو ہماری نسلوں کی روحانی زندگی اور روحانی ترقی کی ضمانت بن جائے۔ عورت اور مرد ہر ایک پر اپنے اپنے دائرے میں بعض فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جن کا پورا کرنا دونوں کا فرض ہے اور اس کے لئے لائحہ عمل، اس کے لئے ایک گائیڈ لائن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرائطِ بیعت کی صورت میں ہمارے سامنے رکھ دی ہے، اس پر ہر وقت غور ہونا چاہئے۔ اس کا خلاصہ میں نے بیان کر دیا ہے۔

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ کیوں لگایا گیا تھا۔ قرآنِ کریم میں ہمیں دو جگہ اس کا ذکر ملتا ہے، ایک سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۔ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ (سورۃ آل عمران :53) پس جب عیسیٰ نے ان میں انکار کا رجحان محسوس کیا تو کہا کہ کون اللہ کی طرف بلانے میں میرے انصار ہوں گے تو حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے انصار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ انکار اور کفر میں یہ لوگ بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کے دین کے لئے پکار رہا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ تمہاری بقا اسی میں ہے کہ مجھے قبول کرو اور اللہ کی پہچان کرو اور اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرو۔ آگے بڑھو اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس دین کو اختیار کرو۔ اور پھر ان میں سے جو چند حواری تھے وہ آگے آئے اور انہوں نے جب نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا تو یہ دعا بھی کی کہ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (سورۃ آل عمران:54) کہ اے ہمارے رب! جو کچھ تو نے اتارا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اس رسول کے متبع ہو گئے ہیں۔ پس تُو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔

رسول کی اتباع کیا ہے؟ اس سے کئے گئے عہد کو پورا کرنا، اس کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنا، اس تعلیم کی سچائی پر کامل ایمان ہونا۔

اور پھر ہم دیکھتے ہیں اس کا دوسرا ذکر سورۃ الصّف میں ملتا ہے۔ یہاں فرمایا کہ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَ کَفَرَتْ طَّآئِفَۃٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ ۔(الصف : 15) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے انصار بن جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہے جو اللہ کی طرف رہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔

پس غلبہ ایمان لانے والوں کا ہوا اور یہی ان کا مقدر ہوتا ہے اور یہی الٰہی جماعتوں کا مقدر ہے۔ جو ایمان لاتے ہیں وہی غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ یہاں حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی مثال دے کر ہمیں یہ توجہ دلائی ہے کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے انصار بن جاؤ۔ جب مسیح موعود کا دعویٰ ہو تو تم بھی ایمان لانے والے گروہ میں شامل ہو جانا، انکار کرنے والے گروہ میں شامل نہ ہونا۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ آج ہمیں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے گروہ میں شامل فرمایا ہے۔ تو پھر اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی مکمل پیروی کریں تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین دنیا میں پھیلا سکیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور اپنی نسلوں میں وہ ایمان پیدا کریں اور کرنے کی کوشش کریں جن سے آگے پھر انصار اللہ کی جاگ لگتی چلی جائے۔ ایک کے بعد دوسرا مددگار پیدا ہوتا چلا جائے۔ اور اس کی جاگ تبھی لگ سکتی ہے جب ہم اپنے عہدِ بیعت کو سامنے رکھیں اور اس کی ہر شِق کے نمونے اپنی اولادوں کے سامنے پیش کرنے والے بن جائیں۔ تبھی یہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ جاری رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے کچھ عرصہ یا نسلوں بعد تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور تعلیم کی پیروی ختم ہو گئی تھی، جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ بادشاہوں کے عیسائی ہونے کے ساتھ ہی وہ آزادی تو مل گئی لیکن کچھ عرصے بعد موحدین کی جو تعداد تھی وہ کم ہوتے ہوتے تقریباً ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ جو واحد و یگانہ ہے اس کی ذات تو پیچھے چلی گئی اور اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور اللہ تعالیٰ کا رسول ظالمانہ طور پر خدا تعالیٰ کے مقابلے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ لیکن مسیح محمدی کے ماننے والوں نے توحید کے قیام اور اس کو اپنی نسلوں میں جاری رکھنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے اور وہ روحانی غلبہ حاصل کرنا ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنانا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیغام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے دنیا میں پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اہتمام فرمایا ہے، اس پیغام کو مسیح اور مہدی کے انصار بن کر دنیا میں پھیلانا ہے۔ اور پھر اپنے تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ اپنی اولاد کے دل میں بھی اس دین کی عظمت کو اس طرح قائم کرنا ہے کہ ان میں سے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے پیدا ہوتے چلے جائیں اور یہ تعداد پھر بڑھتی چلی جائے یہاں تک کہ دنیا پر اسلام کا ایک نئی شان کے ساتھ غلبہ ہم دیکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پہلی چیز اپنی شرائطِ بیعت میں ہمارے سامنے رکھی ہے وہ شرک سے اجتناب ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159۔ اشتہار ”تکمیل تبلیغ“ 12 جنوری 1889ء۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

مسیح موسوی کے حواریوں کا جو اثر تھا اس معیار تک قائم نہیں رہا جہاں نسلاً بعد نسلٍ وہ موحدین پیدا کرتے چلے جاتے، اس لئے کچھ عرصے کے بعد ان کی نسلیں شرک کے پھیلانے کا باعث بن گئیں۔ اس لئے کہ انہوں نے تعلیم پر عمل نہیں کیا اور ان کے ایمانوں میں کمزوری پیدا ہوتی چلی گئی۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق آہستہ آہستہ کم ہو گیا اور دنیاداری ان کا مقصود اور مطلوب ہو گئی۔ پس مسیح محمدی کے غلاموں نے خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق کو نہ اپنی ذات میں کم ہونے دینا ہے نہ اپنی نسلوں میں کم ہونے دینا ہے، ورنہ پہلے حواریوں کی طرح یا ان کی نسلوں کی طرح ایمانی کمزوری پیدا ہوتے ہوتے شرک کی حالت پیدا ہو جائے گی۔ اور اب دیکھ لیں جو دوسرے مسلمان ہیں ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو مسلمان کہلانے کے باوجود قبروں اور پیروں اور اس قسم کے شرکوں میں مبتلا ہوئے ہوئے ہیں۔ پھر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں حقیقی اسلامی تعلیم بتا کر اس قسم کے شرکوں سے محفوظ رکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جہاں اعلیٰ اخلاق اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں ہر احمدی کو اور جماعت میں شامل ہونے والے کو یہ فرمایا کہ اگر میری بیعت میں آنا چاہتے ہو تو شرک سے بچنے کے بعد یہ عہد کرو کہ بلا ناغہ پنج وقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتے رہو گے۔ پس ہمیں دیکھنا ہے کہ خدا نے نمازوں کے بارے میں کیا حکم دیا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی دعا سکھائی کہ تیرے حکم کے مطابق تیری عبادت کرنے کے لئے تیری مدد کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں۔ اس لئے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن، تجھ سے مدد بھی مانگتے ہیں۔ پس جب ایک عاجزی کے ساتھ عبادت کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے کی طرف توجہ رہے گی تو پھر نماز کا یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (البقرۃ: 4) کا حکم بھی سامنے آجائے گا اور پھر نمازوں کے قیام کے نمونے قائم ہوں گے۔ یعنی پانچ وقت نمازوں کے اوقات میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْن (البقرۃ:239) کہ نمازوں اور خصوصاً درمیانی نماز کا خیال رکھو۔ پس نمازوں کا خیال رکھنا اور اس کی نگرانی کرنا ایک مومن پر فرض ہے۔ اور خاص طور پر وہ نماز جو ہمارے کاموں کے دوران، ہماری مصروفیات کے دوران، ہماری تھکاوٹ اور نیند کے اوقات میں آتی ہے۔ اس کا خیال رکھنا خاص طور پر ضروری ہے۔ اب اس ایک حکم میں ہی تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم آ گیا ہے۔ ہر شخص کے لئے اس کی صلٰوۃِ الْوُسْطٰی کی حفاظت اسے عمومی طور پر نمازوں کی طرف متوجہ رکھے گی۔ اور پھر نمازوں کی یہ حفاظت نہ صرف ایک مومن کے لئے اس کے ایمان میں اضافے کا باعث بنے گی بلکہ نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے نمازوں کی ادائیگی اس کی نسل کے لئے پاک نمونہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اولاد کو بھی دعاؤں کا وارث بناتے ہوئے ان کے نیک مستقبل کی حفاظت کا سامان بھی کرتی چلی جائے گی۔ نمازوں کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ بہت سے لوگ جو خاص طور پر انصار اللہ کی تنظیم میں پہنچے ہوئے ہیں نمازیں تو پڑھنے والے ہیں لیکن ان کی اولادیں ان سے نالاں ہیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے۔ لیکن اس فرض کے ادا کرنے کے لئے بچوں کی بچپن سے تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ بچپن میں جب اہمیت کا نہ بتایا جائے تو بچہ جب جوانی کی عمر میں قدم رکھتا ہے خاص طور پر لڑکے تو پھر ان پر بعض والدین ضرورت سے زیادہ سختی کرتے ہیں۔ کئی بچے مزید بگڑ جاتے ہیں۔ پھر ماں باپ کو شکوہ ہوتا ہے کہ بچے بگڑ رہے ہیں۔ پھر بعض دفعہ ایسی صورت ہوتی ہے کہ نمازوں کی ادائیگی میں تو بظاہر باپ بڑا اچھا ہوتا ہے لیکن بیوی اور بچوں کے ساتھ اس کے سلوک کی وجہ سے بچے نہ صرف باپ سے دور ہٹ جاتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے باپ کو اس کی نمازوں نے اتنا خشک مزاج اور سخت طبیعت کا کر دیا ہے اور وہ نمازیں پڑھنے سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ یا اگر انکاری نہیں ہوتے تو نہ پڑھنے کے سو بہانے تلاش کرتے ہیں۔

پس نمازوں کی حفاظت اور اس کا حق ادا کرنا یہ بھی ہے کہ ایسی نمازیں ادا ہوں جو ہر قسم کے اخلاق کو مزید صیقل کرنے والی ہوں۔ بیویوں کے بھی حقوق ادا ہو رہے ہوں اور بچوں کے بھی حقوق ادا ہو رہے ہوں۔ چالیس سال کی عمر جیسا کہ میں نے کہا بڑی پختگی کی عمر ہے لیکن اس عمر میں اگر ہم جائزے لیں تو بہت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے جو اپنی نمازوں کی بھی حفاظت نہیں کرتے۔ اپنے فرائض کو ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ تو پھر اپنے بچوں سے کس طرح امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ نیکیوں پر قائم ہوں۔ یا ان کی کیا ضمانت ہے کہ وہ احمدیت کے ساتھ جڑے رہیں گے۔

ہم اپنے شہداء کا ذکر سنتے ہیں۔ ایک چیز خصوصیت سے ان میں نظر آتی ہے۔ عبادت اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ۔ جس طبقہ کے لوگ بھی تھے ان کی اس طرف توجہ تھی۔ اور اپنے بچوں سے انتہائی پیار کا تعلق اور ان کو دین سے جوڑے رکھنا۔ اور بچوں پر بھی ان کی باتوں کا ایک نیک اثر تھا۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جو انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ پس میں پھر انصار اللہ سے کہتا ہوں کہ اگر وہ انصار اللہ کا حق ادا کرنے والے بننا چاہتے ہیں تو اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کی نہ صرف خود حفاظت کریں بلکہ اس کا حق اپنی نسلوں میں عبادت کرنے والے پیدا کر کے ادا کریں۔ پھر آپ نے اپنی شرائط بیعت میں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ فرائض نمازوں کے ساتھ تہجد اور نوافل کی طرف بھی توجہ دو۔ پینسٹھ ستر سال کی عمر کو پہنچ کر تو شاید ایک تعداد تہجد پڑھتی بھی ہو اور ان کو خیال بھی آ جاتا ہو۔ لیکن انصار کی جو ابتدائی عمر ہے اس میں بھی تہجد کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یقیناً ایک تعداد ہے جو تہجد کا التزام کرنے والی ہے۔ بلکہ خدام میں بھی ہیں۔ لیکن انصار میں یہ تعداد اکثریت میں ہونی چاہئے۔ انصار اللہ کا نام جو چالیس سال سے اوپر کی مردوں کی تنظیم کو دیا گیا ہے اور جو پیغام نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کے اعلان میں ہے وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر غیر معمولی قربانی پیش کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اور دین کے قیام کے لئے ہم اپنی ہر کوشش اور ہر صلاحیت اور ہر ذریعہ بروئے کار لانے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں فرمایا ہے کہ دین کا پھیلاؤ تو دعاؤں کے ذریعے سے ہونا ہے۔ تبلیغ کے ساتھ ساتھ دعاؤں نے ایک بہت بڑا کردار ادا کرنا ہے۔ پس دعاؤں کی طرف ایک خاص جوش کے ساتھ ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انصار اللہ کی عمر ایک تو پختہ عمر ہے اس میں عارضی اور جذباتی کوششوں پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے مستقل جائزے لیتے ہوئے اس حق کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کا ادا کرنا ہم پر فرض ہے۔ دعاؤں کا حق، نمازوں اور نوافل کے ذریعے ہی صحیح طور پر ادا ہو سکتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ایک احمدی قرآنِ شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا۔ قرآنِ حکیم کی حکومت قبول کرنے کے لئے اس سے ایک خاص تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس کلام کو روزانہ پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پس انصار اللہ کی تنظیم میں شامل ہر شخص اس بات کی پابندی کرے کہ مَیں نے قرآنِ کریم کی تلاوت ہر صورت میں روزانہ کرنی ہے۔ اسی طرح لجنہ ہے، خواتین ہیں، ان کا بھی فرض ہے۔ یہ حکم صرف انصار اللہ کے لئے نہیں ہے۔ جماعت کے ہر فرد کے لئے ہے اور خاص طور پر وہ لوگ، عورتیں اور مرد جنہوں نے اگلی نسلوں کو سنبھالنا ہے ان پر خاص فرض ہے کہ اپنے نمونے قائم کریں اور روزانہ تلاوت کریں۔ پھر اس کا ترجمہ بھی سمجھنا ہے۔ تو جہاں ہم میں سے ہر ایک اس وجہ سے اپنے علم میں اضافے اور برکات سے فیض یاب ہونے کے سامان کر رہا ہوگا وہاں یہ پاک نمونہ اپنے بچوں کے سامنے پیش کر کے انہیں بھی خدا تعالیٰ کے اس کلام سے تعلق جوڑنے کا سامان کر رہا ہوگا۔

یہ شرائط بیعت کا خلاصہ جو مَیں نے بیان کیا ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نظر میں یہ ایک احمدی کا کم از کم معیار ہے اور انصار اللہ کو تو ان باتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح ہماری عورتیں ہیں وہ گھر کی نگرانی کی حیثیت سے اسی طرح اپنے بچوں کی تربیت کی ذمہ دار ہیں جیسے مرد بلکہ مردوں سے بھی زیادہ۔ کیونکہ بچے کی ابتدائی عمر جو ہے ماں کے قرب میں اور اس کی گود میں گزرتی ہے۔ سکول جانے والا بچہ ہے۔ وہ بھی گھر میں آ کر ماں کے پاس ہی اکثر وقت رہتا ہے۔ تو ماؤں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر ماؤں کی اپنی دینی تربیت ہے۔ ان کو خود دین کا علم ہے تو بچے ایسے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں جہاں اِکّا دُکّا استثناء کے علاوہ عموماً بچوں کو دین سے گہرا لگاؤ ہوتا ہے۔ ایسی ہی عورتوں کے متعلق ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض عورتیں بسبب اپنی قوتِ ایمانی کے مردوں سے بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ فضیلت کے متعلق مردوں کا ٹھیکہ نہیں۔ جس میں ایمان زیادہ ہوا وہ بڑھ گیا۔ خواہ مرد ہو خواہ عورت۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 268 مطبوعہ ربوہ)

تو ہماری تو ہر عورت کو یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مرد اور عورت میں ایک دوڑ ہو۔ دونوں طرف سے نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے کی ایک کوشش ہو۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ نئی نسل کس طرح خدا تعالیٰ کے قریب ہوتی چلی جائے گی۔ یہ شرائطِ بیعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمارے سامنے بیان فرمائی ہیں ان میں یہ تخصیص کوئی نہیں ہے کہ یہ مردوں کے لئے ہیں اور عورتوں کے لئے نہیں۔ بلکہ ہر دو اور ہر طبقے کے لئے ہیں۔ پس جو بھی ان نیکیوں پر قدم مارنے والا ہوگا وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا بن کر اپنی دنیا و عاقبت سنوار لے گا اور اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کی حفاظت اور تقویٰ پر چلنے کے سامان کر لے گا۔ پس عورتوں کو بھی ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بچوں کی تربیت میں مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے ہوئے اگلی نسل کی تربیت میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ مرد یا عورت جو بھی اپنے فرض کو ادا نہیں کرے گا وہ اپنے عہد کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس زمانے کے امام کے ساتھ سچا اور حقیقی وفا اور اطاعت کا تعلق پیدا ہو اور ہم آپ کی توقعات اور تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور ہماری ایک کے بعد دوسری نسل توحید کے قیام اور عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرتی چلی جائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو" یعنی کمزوری دکھاتے ہوئے اپنے مذہب چھپاتے ہوئے کسی قسم کے احساسِ کمتری کی وجہ سے اگر تم ملو تو فرمایا کہ "تو کامیاب نہیں ہو سکتے"۔ یعنی کبھی کمزوری نہیں دکھانی چاہئے نہ اپنا دین چھپانا چاہئے نہ اپنی دینی تعلیم پر کسی قسم کی شرمساری ہونی چاہئے۔ بلکہ تبلیغ کے میدانوں میں تبلیغ بھی کھل کر کرنی چاہئے۔ کیونکہ اسی سے کامیابی ملنی ہے۔ فرمایا "خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے۔ اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پرواہ نہ کرو۔ ہر ایک جو اس وقت سُنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دُعا ہے اس لئے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو۔

یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اَور حیلہ"۔ گناہ اور برائیاں جو ہیں، بدعملیاں جو ہیں ان کو نصیحتیں دور نہیں کر سکتیں۔ خود انسان کے اندر ایک احساس پیدا ہو اور پھر دعا ہو تو اس سے دور ہو جاتی ہیں۔ اور اپنی نسلوں کے لئے بھی آپ دعا کر رہے ہوں گے تو اس سے بھی ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ "اس کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دُعا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دُعاؤں سے ہوگا۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔ اس کا وعدہ ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

وقف عارضی کی اہمیت اور ہدایات

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ پیاری جماعت کے مخلص و وفادار لوگو! خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔ "اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور اچھی باتوں کی تعلیم دے اور بری باتوں سے روکے اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں" (آل عمران آیت:105)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "یاد رکھو جو شخص خدا کیلئے زندگی وقف کر دیتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابک دست بنا دیتا ہے اور کسل اس کے پاس نہیں آتا" (ملفوظات جلد ا صفحہ 365)۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ تعالیٰ نے جماعت میں وقف عارضی کی تحریک کو جاری کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کیلئے وقف کریں۔ اور انہیں جماعتوں کے مختلف کاموں کیلئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں۔ اور اُن کے وقف شدہ عرصہ میں جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں۔" (خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 183)

جماعت کے ہر فرد کو اس مبارک تحریک میں شامل ہونے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ وقف عارضی کی تحریک میں شامل ہونا روحانی ترقی کا باعث بھی ہوتا ہے اور جماعتوں میں نئی روح پیدا کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"وقف عارضی کی ضرورت بہت ہے بات یہ ہے کہ جماعت کا ایک حصہ بھول گیا ہے کہ افرادِ جماعت خود مربی سلسلہ ہیں اور مربیوں کی تعداد میں جو تھوڑا سا اضافہ ہوا ہے وہ کافی نہیں جماعت سمجھتی ہے کہ اصلاح و ارشاد کا کام مربیوں کا ہے حالانکہ ہر احمدی کو بڑی توجہ کے ساتھ اصلاح و ارشاد کا کام کرنا چاہئے۔ یہ توجہ پیدا کرنے کے لئے اور جماعت میں اصلاح کا شوق پیدا کرنے کیلئے میں نے وقف عارضی کی سکیم جاری کی ہے۔ اس میں روحانی فوائد بھی ہیں جسمانی فوائد بھی ہیں۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1966)

وقف عارضی کی مبارک تحریک واقعی انسان کی روحانی ترقی کا زینہ ہے۔ اس سے جہاں جماعتوں میں تعلیم و تربیت کا کام ہوتا ہے وہاں واقف کو اپنے اندر بھی بہت سی تبدیلیاں پیدا کرنے کا موقعہ حاصل ہو جاتا ہے۔ انسان نئی جگہ جا کر نئے نئے تجربات حاصل کرتا ہے اور اپنی زندگی کے تجربات سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ وقف عارضی کے لئے با قاعدہ طور پر جو شرائط مقرر ہیں ان کو پورا کرتے ہوئے افرادِ جماعت کو اس میں شامل ہونا چاہئے۔ وقف عارضی کرنے والوں کو باقاعدہ درخواست فارم پر کرنا ہوتا ہے جو دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور جماعتوں میں بھی یہ فارم بھیجے جا رہے ہیں۔

وقف عارضی کرنے والے افراد کم از کم دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک اپنے آپ کو پیش کریں۔ وقف عارضی کرنے والے افراد کو اپنی جماعت میں رہ کر وقف عارضی کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ لجنات کو مقامی جماعت میں وقف کرنے کی اجازت ہے۔ لجنات اگر باہر کسی جماعت میں وقف عارضی کے لئے جانا چاہیں تو وہ اپنے محرم کے ساتھ جا سکتی ہیں اکیلی نہیں جائیں گی۔ مردوں کو وقفِ عارضی پر جانے کے لئے نظارت سے پیشگی اجازت حاصل کرنی ہوگی اور وقف عارضی فارم پُر ہونے اور وقفِ عارضی کی تاریخ کے شروع ہونے میں اتنا وقفہ ضروری ہے کہ فارم صدر صاحب / امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ نظارت میں پہنچ جائے اور نظارت بذریعہ ڈاک واقف تک منظوری کا خط پہنچا سکے۔ اور واقف جس جماعت میں وقف عارضی کرنا چاہتا ہے یا جہاں اس کو بھیجا جانا مقصود ہو وہاں کے صدر صاحب / امیر صاحب کو بھی بذریعہ ڈاک اطلاع دی جاسکے۔ اگر درخواست فارم نظارت میں دیر سے حاصل ہونگے تو وقف کا عرصہ ضائع ہونے کا خطرہ موجود ہے۔

تمام واقفین اپنی کارگذاری رپورٹ دی گئی ہدایات کی روشنی میں دفتر کو ارسال کریں گے۔ لجنات نے اگر باہر کی جماعتوں میں جانا ہو تو وہ اپنے وقف عارضی کی پیشگی منظوری مردوں ہی کی طرح حاصل کرینگی۔ اور اگر مقامی جماعت میں وقفِ عارضی کرنا چاہیں تو درخواست فارم پُر کر کے اپنی صدر صاحبہ کو جمع کروا دیں اور اُنکی اجازت اور ہدایت کے ماتحت وقف عارضی مکمل کر کے رپورٹ کارگذاری بھی صدر صاحبہ کو جمع کروا دیں۔ اور صدر صاحبہ اپنی تصدیق کے درخواست فارم کے ہمراہ رپورٹ کارگزاری واقفہ لف کر کے نظارت کو بھجوائیگی اکیلا فارم بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

اگر واقفہ ناخواندہ ہو تو وہ کسی دوسرے بہن بھائی سے اپنی کارگزاری لکھوا کر صدر صاحبہ کی وساطت سے بھجوائینگی۔ وقفِ عارضی کی درخواست فارم پر لجنات کیلئے بھی صدر صاحب / امیر صاحب جماعت کے دستخط ضروری ہیں۔ وقفِ عارضی کرنے والے افراد جماعت وفود کی صورت میں بھی کسی جماعت میں وقف عارضی کر سکتے ہیں۔ ان وفود کی منظوری بھی دفتر ہذا سے حاصل کرنی ہوگی۔

وقفِ عارضی کا سال جنوری سے شروع ہو کر دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے تمام جماعتوں کو ہر سال تجنید کے حساب سے کم از کم 12 فی صد افرادِ جماعت کو وقف عارضی کی تحریک میں شامل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس مبارک تحریک میں جملہ شرائط کو پورا کرتے ہوئے اس میں شامل ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقفِ عارضی قادیان)

(المومن: 61)۔ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دُعا ہے۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اس لئے اس سے پرے نہیں جا سکتے۔ اصل دُعا دین ہی کی دُعا ہے" اور ایک دوسری جگہ یہ بھی آتا ہے کہ اور اصل دین دُعا میں ہے۔ فرمایا" لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گناہگار ہیں یہ دُعا کیا ہوگی اور ہماری تبدیلی کیسے ہو سکے گی۔ یہ غلطی ہے"۔ اس بارے میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ گناہ اس میل کی طرح ہے جو کپڑوں پر ہوتی ہے اور دھونے سے دور کی جاتی ہے۔ پس گناہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے۔ گناہ کو دھویا جا سکتا ہے۔ اگر ارادہ ہو اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو تو صاف کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا" بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آ سکتا ہے"۔ گناہوں پر انسان غالب آ جاتا ہے اس لئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے۔" دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن جب وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو وہ بہر حال آگ کو بجھا دیتا ہے اس لئے کہ فطرتاً برودت اس میں ہے"۔ ٹھنڈے کرنے کی جو اس کی خصوصیت ہے وہ اس پانی کی ہے۔" ٹھیک اسی طرح پر انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے۔ وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسی طرح تمہاری طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 133-132 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سربلندی کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسلام کے پیغام کو ہم جرأت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج بھی پیدا فرمائے۔

۞ ۞ ۞

جلسہ سالانہ قادیان 2010 میں شرکت کرنے والوں کیلئے

ضروری اعلان

اس بار جلسہ سالانہ قادیان میں رجسٹریشن کارڈ فوٹو کے ساتھ جاری کیا جائے گا۔ اس لئے جن افراد کے پاس جماعتی شناختی کارڈ موجود ہیں، وہ اپنے ساتھ یہ کارڈ لے کر آئیں اور جن افراد کے پاس جماعتی شناختی کارڈ نہیں ہیں، وہ اپنے زونل امیر / لوکل امیر / سرکل انچارج سے مہر اور دستخط کے ساتھ تصدیقی لیٹر ضرور لیکر آئیں۔ اس تصدیقی لیٹر ہونے کی صورت میں ہی آپ کا کارڈ جاری کیا جائے گا۔ جزاکم اللہ۔ مذکورہ کارڈ دکھائے بغیر مقاماتِ مقدسہ پر لگائے گئے چیک پوسٹ سے گزرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جزاکم اللہ۔

(نائب افسر خدمت خلق، برائے رجسٹریشن)

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ ۲۰۱۰ء کو اب مختصر ایام رہ گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو مہمانان کرام قادیان تشریف لاتے ہیں۔ وہ سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہوتے ہیں۔ جن کی مناسب تواضع کا انتظام مرکز کے ذمہ ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ساری جماعت اس ثواب میں شریک ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء کے موقع پر فرمایا کہ:

" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کو ایک مستقل کام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں، جو عنقریب اس میں آملیں گی، کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

نیز فرمایا کہ" پس اگر چندہ جلسہ سالانہ کو الگ رکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس زور دینے کی وجہ سے کہ ہمارا جلسہ سالانہ دوسرے لوگوں کے جلسوں کی طرح نہیں، مومنوں کا اس چندہ میں حصہ لینا ان کے ایمان کو ہمیشہ تازہ کرنے کا موجب بنتا رہے گا"۔

لہٰذا جملہ افراد جماعت سے درخواست ہے جنہوں نے ابھی تک سال رواں کا چندہ جلسہ سالانہ ادا نہیں کیا ہے۔ ان سے گذارش ہے کہ جلد مقامی جماعت کے سیکرٹری صاحب مال کو اس کی ادائیگی کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے اور افراد جماعت کے اموال میں برکت دے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

پوسٹر جلسہ سالانہ قادیان 2010

جلسہ سالانہ 2010 کے پوسٹر جماعتوں میں بذریعہ ڈاک بھجوائے جا چکے ہیں۔ پہنچنے پر اُن کا بروقت اور با موقعہ استعمال کریں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ (ناظر اصلاح وارشاد۔ قادیان)

مخالفین کا یہ وہم ہے کہ وہ کسی احمدی کو بھی ایمان سے پھرا سکیں گے۔ لاہور کی شہادتوں کے بعد نوجوانوں اور نومبائعین میں پہلے سے زیادہ ایمان اور یقین پیدا ہوا ہے

آج جبکہ فتنہ و فساد اور مخالفت کی آندھیاں زور دکھا رہی ہیں ہر احمدی مرد، عورت، جوان بوڑھا بچہ اپنے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور صداقت پر مزید مضبوطی پیدا کرنے کیلئے دعا کرے اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں ایمان میں پہلے سے بڑھاتا چلا جائے

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور پیشگوئیوں کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متفرق دلائل اور نشانات کا تذکرہ

حدیقۃ المہدی میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۴۴ ویں جلسہ سالانہ کے تیسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز ولولہ انگیز اختتامی خطاب

(مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ کی تفصیلی رپورٹ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل سے ملخص)　　(قسط:پنجم ۔ آخری)

اختتامی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ایک اور دَور بڑی شدت کے ساتھ جاری ہے۔ لیکن اس کی ہمیں فکر نہیں ہے کیونکہ الٰہی جماعتوں کی جب مخالفت شدت اختیار کرتی ہے تو فضلِ الٰہی بھی بڑھ کر برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ حضور انور نے قرآنی آیت کے حوالہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور ان کی جماعتوں کی یہی سنت بتائی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں اور ان کی جماعت کو خود کھڑا کر کے پھر انہیں ضائع نہیں کرتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ مشکلات اور مصائب میں اس قدر ڈال دیئے جاتے ہیں کہ وہ ہل کر رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ مخالفین کی مخالفت مؤمنین کو اس کے حضور مزید جھکانے والا بنائے۔ ان کو دعاؤں کی طرف مزید توجہ پیدا ہو۔ ان کے خدا تعالیٰ سے تعلق میں مزید جِلا پیدا ہو اور اس شدتِ مخالفت اور تکلیف میں بھی وہ غیر اللہ کی طرف نہ جھکیں بلکہ خدا تعالیٰ کو ہی پکاریں اور مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہ کی آواز ان کے دل کی گہرائیوں سے نکل کر عرش کو ہلا دے اور پھر جب اللہ تعالیٰ کا جواب اَلَا اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ (البقرۃ:214) آتا ہے یعنی اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے تو اس سے ان کے دل تسلی پاتے ہیں۔ اور یہی نظارہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم دیکھیں گے اور یقیناً دیکھیں گے، اور یقیناً دیکھیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہ کی صدا تو ہم بلند کریں گے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں اور صداقت پر کبھی دل میں شکوک پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ مخالفین کے مختلف طریقوں سے حملوں کے دفاع کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے تیاری تو کریں گے لیکن دشمن کے دجل اور خوف میں آکر کبھی اپنے ایمانوں میں کمزوری نہیں دکھائیں گے۔ جانی اور مالی نقصان پہنچانے کی دشمن کوشش بھی کرے گا کچھ حد تک کامیاب بھی ہوگا لیکن جماعت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل دشمن ایک یہ چال بڑی شدت سے چل رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب کے حوالوں کو بغیر سیاق وسباق کے اور توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے تا کہ کم علم احمدی مسلمانوں کو بھی احمدیت سے پیچھے ہٹایا جائے اور غیر احمدی مسلمانوں کے جذبات کو بھی انگیخت کر کے فتنہ کو ہوا دی جائے۔ اور یہی ہمیشہ سے فتنہ پردازوں اور معترضین کا شیوہ رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ مخالفین جو کوششیں اپنی طرف سے کر رہے ہیں یہ ان کا وہم ہے کہ وہ کسی کو بھی ایمان سے پھرا سکیں گے۔ اور یہ کمزور ترین احمدی پر بھی بدظنی ہے اور اس میں انشاء اللہ تعالیٰ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ بلکہ جیسا کہ میں کئی مرتبہ گزشتہ دنوں میں بیان کر چکا ہوں کہ لاہور کی شہادتوں کے بعد نوجوانوں اور نومبائعین میں پہلے سے زیادہ ایمان اور یقین پیدا ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مخالفین کی کوشش ہے کہ وہ لوگ جو جماعت کے قریب ہیں اور جماعت سے ہمدردی رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کتب کے غلط حوالے دے کر ان میں تنفر پیدا کیا جائے۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف کتب سے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور علیہ السلام نے اپنی صداقت کے ثبوت مہیا فرمائے ہیں اور قرآن مجید، احادیث اور زمینی و آسمانی نشانات اور ائمہ سلف کی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ تکمیلِ ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصف:10) اس شان میں فرمایا گیا ہے۔ تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانے سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہارِ دین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں۔ اور اشاعتِ مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں۔ اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آ گیا ہے۔ جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانے کی تصدیق ہوتی جاتی ہے۔ اور اظہارِ دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصف:10) کہہ کر فرمائی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق تجلی فرمائے گا اور اپنے زور آور حملوں سے دکھا دے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ احادیث نبویہ میں صراحت سے لکھا گیا ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہو گا جیسا کہ موسیٰ کے سلسلے کا مسیح اسی قوم میں سے تھا نہ کہ آسمان سے آیا تھا۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ کس طرح آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سلسلہ کی ترقی کی بشارات دی گئیں اور بتایا گیا کہ ہندوؤں، سکھوں اور یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں میں سے بھی لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور ہر ایک سعید فطرت اس طرف کھینچا جائے گا۔ اور بہت سے ہولناک نشان ظاہر ہوں گے۔ تب سعید لوگ جاگ اٹھیں گے کہ کیا ہوا چاہتا ہے؟ کیا یہ وہی زمانہ نہیں جو قرب قیامت ہے جس کی نبیوں نے خبر دی ہے اور کیا یہ وہی انسان نہیں جس کی نسبت اطلاع دی گئی تھی کہ اس امت میں سے وہ مسیح ہو کر آئے گا جو عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ تب جس کے دل میں ایک ذرہ بھی سعادت اور رشد کا مادہ ہے خدا تعالیٰ کے غضبناک نشانوں کو دیکھ کر ڈرے گا اور طاقتِ بالا اس کو کھینچ کر حق کی طرف لے آئے گی، اور اس کے تمام تعصب اور کینے یوں جل جائیں گے جیسے خشک تنکا بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑ کر بھسم ہو جاتا ہے۔ غرض اس وقت ہر ایک رشید خدا کی آواز سن لے گا اور اس کی طرف کھینچا جائے گا اور دیکھ لے گا کہ اب زمین اور آسمان دوسرے رنگ میں ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ آپ نے اپنی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو بھی اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمایا ہے اور آپؑ نے مخالفین سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ جو شخص اس قدر مدتِ دراز تک یعنی چالیس برس تک ہر ایک افتراء اور شرارت اور مکر اور خباثت سے محفوظ رہا اور کبھی اس نے خلقت پر جھوٹ نہ بولا تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ بخلاف اپنی عادتِ قدیم کے اب وہ خدا تعالیٰ پر افتراء کرنے لگا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کے حوالہ سے چار عظیم الشان پیشگوئیوں کا ذکر بھی فرمایا۔ پہلی یہ کہ خدا تعالیٰ ایسے وقت میں جب کہ میں اکیلا تھا اور کوئی میرے ساتھ نہ تھا، اس زمانے میں جس کو اب قریباً تئیس سال گزر چکے ہیں مجھے خوشخبری دیتا ہے کہ تو اکیلا نہیں رہے گا۔ اور وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ تیرے ساتھ فوج در فوج لوگ ہو جائیں گے۔ اور وہ دور دور راہوں سے تیرے پاس آئیں گے۔ اور کثرت سے آئیں گے۔

دوسری پیشگوئی ہے کہ ان لوگوں سے بہت سی مالی مدد ملے گی۔ ان پیشگوئیوں کے بارے میں ایک دنیا گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے الہام کے موافق لوگوں کا رجوع ہو گیا اور اپنے مالوں کے ذریعے سے لوگ مدد بھی کرنے لگے۔

تیسری پیشگوئی یہ ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلے کو معدوم کر دیں اور اس نور کو بجھا دیں مگر وہ اس کوشش میں نامراد رہیں گے۔ یہ تینوں پیشگوئیاں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں۔ اس قدر اقبال اور نصرتِ الٰہی کی پیشگوئی اگر صرف عقل اور اٹکل کے ذریعے سے ہو سکتی ہے تو منکر کو چاہیے کہ نام لے کر اس کی نظیر پیش کرے۔ ان تینوں پیشگوئیوں کو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھ کر ماننا پڑے گا کہ یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ انسان تو یہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتا کہ اتنی مدت تک زندہ بھی رہ سکے۔

پھر چوتھی پیشگوئی ان الہامات میں یہ ہے کہ ان دنوں میں سلسلے کے دو مرید شہید کئے جائیں گے چنانچہ والئی کابل کے حکم سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کئے گئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ فکر کہ یہ دو شہید تو ہوئے ہیں اب آئندہ جماعت کا کیا حال ہوگا۔ اس کو بھی ہم دیکھتے ہیں کس شان سے پوری ہوتی چلی جا رہی ہے، اور آج تک شہدائے احمدیت کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ آج ان پیشگوئیوں کو اگر آپ دیکھیں، جماعت کی تعداد کروڑوں میں پہنچ چکی ہے اگر کسی کی دیکھنے کی نظر ہو تو یہی بہت بڑا صداقت کا ثبوت ہے۔ آج ہم نے عالمی بیعت کا نظارہ دیکھا ہے۔ یہی بات ہی منکرینِ جماعت کے لئے ایک صداقت کا ثبوت ہونا چاہئے۔ دنیا کے ایک سو اٹھانوے ممالک میں احمدیت کا پودا لگ گیا ہے۔ ایک چھوٹی سی جگہ قادیان سے ایک شخص کا دعویٰ ہے۔ کیا خدائی مدد کے علاوہ یہ کام ہو سکتا ہے؟ قطعاً نہیں ہو سکتا۔ مخالفت بھی ہر جگہ ہو رہی ہے، حکومتوں کی مخالفتیں بھی جاری ہیں، تشدد پسند گروہوں کی مخالفتیں بھی جاری ہیں۔ کیا اب بھی یقین نہیں کہ یہ الٰہی سلسلہ ہے؟ خدا کا خوف ان لوگوں کو کرنا چاہئے، خدا سے جنگ نہ کریں۔ کہ خدا سے لڑنے والے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ پس ہم نے تو اگر کوئی ہتھیار ان سارے حملوں کے خلاف استعمال کرنا ہے، انسانی تدبیروں کے خلاف استعمال کرنا ہے تو دعا کا ہتھیار ہے اور جب تک ہم یہ ہتھیار استعمال کرتے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی دشمن، کوئی طاقت جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’اور ہزارہا لوگ ایسے ہیں کہ محض خوابوں کے ذریعے سے خدا تعالیٰ نے میرا سچا ہونا ان پر ظاہر کر دیا ہے۔ غرض یہ نشان اس قدر کھلے کھلے ہیں کہ اگر ان کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو انسان کو بجز ماننے کے بن نہیں پڑتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج بھی ہم دیکھتے ہیں اور ہر سال دیکھتے ہیں کہ خوابوں کے ذریعے سے بے شمار لوگ احمدی ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے بعض ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔ حضور نے بتایا کہ الجزائر کی ایک فیملی نے ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعے اپنے چودہ سالہ بچے کے ذریعہ سے بیعت کی تھی اور مَیں جب اٹلی گیا ہوں مجھے وہاں یہ فیملی ملی بھی تھی۔ انہوں نے اپنے بچے کی خواب سنائی کہ انہوں نے بیان کیا کہ ان کے بیٹے کو کینسر تھا، ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر رہے ہیں تب دوسرے دن اس نے اپنے والد صاحب کو بتایا لیکن انہوں نے اس کی بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد وہ ڈش انٹینا پر ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ ریموٹ سے چینل

تبدیل کر رہا تھا اچانک ایم۔ٹی۔اے نظر آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصویر دیکھتے ہی بچے نے کہا یہ تو وہی شکل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو مَیں نے خواب میں دیکھی تھی۔اس کے بعد پھر انہوں نے عربی پروگرام دیکھنا شروع کیا اور پھر اس سارے خاندان نے بیعت کر لی۔اور اس بچے کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس سارے خاندان کی ہدایت کا ذریعہ پیدا کر دیا۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بچے کو کینسر سے شفاء بھی ہوگئی۔

پھر شعبان اتہامی صاحب لکھتے ہیں کہ ماہِ اگست میں نمازِ تہجد کے بعد نمازِ فجر کا انتظار کر رہا تھا کہ نیند آ گئی۔خواب میں دیکھا کہ ایک منادی بلند مگر خوبصورت اور میٹھی آواز میں کہہ رہا تھا۔اے اللہ کے بندو! اٹھو اور نبی کا استقبال کرو۔اس وقت میں نے پاکستانی کپڑوں سے ملتے جلتے اچھے کپڑے پہنے تھے جو میں نے پہلے کبھی نہیں پہنے تھے۔کہتے ہیں اس وقت خواب میں باہر نکلا تو دائیں بائیں حدّ نظر تک پھیلا ہوا ہجوم دیکھا جہاں لوگ قطاروں میں کھڑے تھے، ان میں سبز لباس پہنے ہوئے بچے بھی تھے۔آسمان کا رنگ اس قدر نیلا تھا کہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔بہت سے ایسے پرندے بھی دیکھے جو پہلے نہ دیکھے۔ان کی چونچیں لمبی تھیں، وہ ہمارے اوپر اڑتے تھے، چونچوں سے پانی کے قطرے ہم پر گرتے تھے۔جن سے پیاسے اپنی پیاس اور بھوکے اپنی بھوک مٹاتے۔ہم ایسے راستے پر چل رہے تھے جس کے آخر پر خانہ کعبہ تھا جس پر نیا غلاف چڑھایا گیا تھا۔اور چاند بھی اس پر اپنی خوبصورت روشنی ڈال رہا تھا۔قافلے کے شروع میں ایک شخص اونٹنی پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں سوٹی اور کندھوں پر چادر رکھی تھی۔اونٹنی کے پیچھے گھوڑوں کی ایک قطار تھی۔جن پر خوبرو لوگ تھے، جن میں سے صرف ایک شخص کو پہچان سکا جو کہ خلیفہ رابع تھے۔اونٹنی سوار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تھے جنہیں سب لوگ پہچان رہے تھے اور حضور کو ہاتھ ہلا کر سلام کر رہے تھے۔بعض کہہ رہے تھے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کا عصا موسیٰ یا حضرت شعیب کے عصا جیسا ہے۔بعض نے کہا کہ عیسیٰ ہیں، بعض نے کہا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر سوار ہیں۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور ظلّ ہوں۔تب مختلف جہات سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بعض دیگر آیاتِ قرآنیہ پر مشتمل نعرے بلند ہونے لگے۔یہاں تک کہ خود میں نے اپنی آواز بھی اس میں سنی اور اپنی آواز سن کر اٹھ گیا۔

پھر احمد باقیر صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں بچپن میں ایک امام مسجد سے قرآنِ کریم حفظ کیا کرتا تھا لیکن جب اس امام صاحب میں جھوٹ اور نفاق دیکھا تو اس کے پاس جانا چھوڑ دیا بلکہ مسجد اور نماز بھی چھوڑ دی۔بعد میں ایک دوست باسر الخیمی صاحب کی تحریک پر میں نے دوبارہ نمازیں شروع کیں۔تو اللہ تعالیٰ نے رؤیا اور کشوف کا دروازہ کھول دیا۔ایک رات خواب میں کہا گیا کہ مجھے محلے کی مسجد میں جانے کی بجائے گھر پر نماز پڑھنی چاہئے۔ہم بعض دوست مل کر نماز پڑھنے لگے۔اور نمازوں کی لذت حاصل ہونے لگی۔پھر جب جماعت سے تعارف ہوا تو اس بارے میں استخارہ کیا۔ایک بار خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن دی۔اس کو پڑھنے سے مجھے شرحِ صدر حاصل ہوا۔پھر ایک بار کشف میں حضرت مسیح موعود ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے تو ایک وہابی مولوی آپ پر اعتراض کرنے لگا آپ مسکراتے رہے۔پھر آواز آئی کہ اس مولوی کو دور کر دیا جائے گا اس کے بعد یہ مولوی غائب ہو گیا۔اس کشف کے بعد میرے تمام شکوک وشبہات دور ہو گئے اور بیعت کی توفیق ملی۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دعویٰ نبوت پر سب سے پہلے زمانے کی ضرورت دیکھی جاتی ہے۔پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ نبیوں کے مقرر کردہ وقت پر آیا ہے یا نہیں؟ پھر یہ بھی سوچا جاتا ہے کہ خدا نے اس کی تائید کی ہے یا نہیں؟ پھر یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ دشمنوں نے جو اعتراض اٹھائے ہیں ان اعتراضات کا پورا پورا جواب دیا گیا ہے یا نہیں؟ جب یہ تمام باتیں پوری ہو جائیں تو یہ مان لیا جائے گا کہ وہ انسان سچا ہے، ورنہ نہیں۔اب صاف ظاہر ہے کہ زمانہ اپنی زبانِ حال سے فریاد کر رہا ہے کہ اس وقت اسلامی تفرقہ کے دور کرنے کے لئے اور بیرونی حملوں سے اسلام کو بچانے کے لئے اور دنیا میں گمشدہ روحانیت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے بلاشبہ ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے جو دوبارہ یقین بخش کر ایمان کی جڑوں کو پانی دیوے۔اور یہ بات آج کل کے مسلمان بھی تسلیم کر رہے ہیں۔اخباروں میں بھی لکھ رہے ہیں، کالموں میں بھی لکھ رہے ہیں اور میٹنگوں میں بھی کہا جاتا ہے کہ ہمیں اگر ایک ہونا ہے، اسلام کی ترقی ہونی ہے تو ہمیں خلافت کی ضرورت ہے، ایک مصلح کی ضرورت ہے۔لیکن جو مصلح اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔اور دوسری شرط یعنی یہ دیکھنا کہ نبیوں کے مقرر کردہ وقت پر آیا ہے یا نہیں، یہ شرط بھی میرے آنے پر پوری ہو گئی ہے کیونکہ نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ جب چھٹا ہزار ختم ہونے کو ہو گا تب وہ مسیح موعود ظاہر ہو گا جو قمری حساب کے رو سے چھٹا ہزار جو حضرت آدم کے ظہور کے وقت سے لیا جاتا ہے مدت ہوئی جو ختم ہو چکا ہے اور شمسی حساب کی رو سے چھٹا ہزار ختم ہونے کو ہے۔ماسوا اس کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا جو دین کو تازہ کرے گا۔اور اب اس چودھویں صدی میں سے اکیس سال گزر چکے ہیں اور بائیسواں گزر رہا ہے کیا یہ اس بات کا نشان نہیں کہ مجدد آ گیا۔

اور تیسری شرط یہ تھی کہ کیا خدا نے اس کی تائید بھی کی ہے یا نہیں؟ سو اس شرط کا مجھ میں پایا جانا بھی ظاہر ہے۔کیونکہ اس ملک کے ہر ایک قوم کے بعض دشمنوں نے مجھے نابود کرنا چاہا اور ناخنوں تک زور لگایا اور بہت کوششیں کیں۔لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے۔کسی قوم کو یہ فخر نصیب نہیں ہوا کہ وہ کہہ سکے کہ ہم میں سے کسی شخص نے اس شخص کو تباہ کرنے کے لئے کسی قسم کی کوشش نہیں کی۔اور ان کوششوں کے برخلاف خدا نے مجھے عزت دی اور ہزارہا لوگوں کو میرے تابع کر دیا۔پس اگر یہ خدا کی تائید نہیں ہے تو اور کیا تھا؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج آپ لوگوں کی یہاں حاضری اس بات کی گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یقیناً یقیناً خدا کے فرستادہ اور اس کے بھیجے ہوئے ہیں۔آپؑ فرماتے ہیں پس اگر خدا کا ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ نہ ہوتا اور اگر میرا کاروبار محض انسانی منصوبہ ہوتا تو ان مختلف تیروں میں سے کسی تیر کا میں ضرور نشانہ بن جاتا اور کبھی کا تباہ ہوا ہوتا۔اور آج میری قبر کا بھی نشان نہ ہوتا۔کیونکہ جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے اس کے مارنے کے لئے کئی راہیں نکل آتی ہیں وجہ یہ کہ خدا خود اس کا دشمن ہوتا ہے مگر خدا نے ان لوگوں کے تمام منصوبوں سے مجھے بچا لیا جیسا کہ اس نے چوبیس برس پہلے خبر دی تھی۔ماسوا اس کے کہ کیسی کھلی کھلی دلیل ہے کہ خدا نے میری تنہائی اور گمنامی کے زمانے میں کھلے لفظوں میں براہینِ احمدیہ میں مجھے خبر دی کہ میں تجھے مدد دوں گا اور ایک کثیر جماعت تیرے ساتھ کر دوں گا اور مزاحمت کرنے والوں کو نامراد رکھوں گا۔ایک صاف دل لے کر سوچو کہ کس قدر نمایاں تائید ہے اور کیسا کھلا کھلا نشان ہے۔کیا آسمان کے نیچے ایسی قدرت کسی انسان کو ہے یا کسی شیطان کو کہ گمنامی کے وقت ایسی خبر دے اور وہ پوری ہو جاوے، اور ہزاروں دشمن اٹھیں مگر کوئی اس خبر کو روک نہ سکے۔پھر چوتھی شرط یہ تھی کہ مخالفوں نے جو اعتراض اٹھائے ان اعتراضات کا پورا پورا جواب دیا گیا یا نہیں؟ یہ شرط بھی صفائی سے طے ہو چکی ہے، کیونکہ مخالفوں کا ایک بڑا اعتراض یہ تھا کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں وہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔پس ان کو جواب دیا گیا۔قرآنِ شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور پھر دوبارہ دنیا میں ہرگز نہیں آئیں گے۔

اسی طرح حضور نے اس اعتراض کا بھی جواب دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آ جائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے۔حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اس کی تفصیل بیان فرمائی۔

حضور نے دارِ قطنی کی حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ خدا اس کے لئے اس کے زمانے میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے جو اس کے خسوف کے لئے خدا نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں (یعنی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہو گا اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے جو اس کے کسوف کے لئے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں (یعنی ستائیس، اٹھائیس اور انتیس) درمیانے دن میں کسوف پذیر ہو گا۔اور یہ دونوں خسوف وکسوف رمضان میں ہوں گے۔اور ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چنانچہ یہ دونوں مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے، ایک مرتبہ ہمارے اس ملک میں، دوسری مرتبہ امریکہ میں۔اور ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف وخسوف رمضان کے مہینے میں کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسلِ انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر کسوف وخسوف صرف میرے زمانے میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعوے کے بعد رمضان کے مہینے میں مقرر کردہ تاریخ میں کسوف و خسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے اس کسوف وخسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو۔دارِ قطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف نہیں، خسوف نہیں ہوا۔ہاں یہ تصریح سے الفاظ موجود ہیں کہ نشان کے طور پر پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا۔کیونکہ لَمْ تَکُوْنَا کا لفظ مؤنث کے صیغے کے ساتھ دارِ قطنی میں ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف وخسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لَمْ یَکُوْنَا مذکر کے صیغے سے چاہئے تھا جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آیتین ہے یعنی دو نشان، کیونکہ یہ مؤنث کا صیغہ ہے۔پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف وکسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بارِ ثبوت ہے کہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف وخسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو۔اور ثبوت یقینی اور قطعی چاہئے۔اور یہ صرف اس صورت میں ہو گا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دارِ قطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔غرض صرف خسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو، اس سے بحث نہیں۔نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث میں ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ظاہر کر دیا۔اسی طرح نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ میں اور حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ میں لکھا ہے کہ ستارہ دنبالہ دار یعنی ذوالسنین مہدی موعود کے ظہور کے وقت میں نمودار ہو گا۔چنانچہ وہ ستارہ 1882ء میں نکلا۔اور انگریزی اخباروں نے اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا کہ یہی وہ ستارہ ہے کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا۔ایسا ہی اس زمانے کے قریب خدا نے مجھ کو مبعوث فرمایا۔ستارے اس کثرت سے ٹوٹے جن کی اس سے پہلے نظیر نہیں دیکھی گئی۔اور یہ شاید نومبر 1885ء تھا اسی طرح اور کئی آسمانی نشان ظاہر ہوئے۔یہ سب خدا کے نشان ہیں۔

پھر آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسا مہدی آنا چاہئے جو جہاد کا فتویٰ دے اور انگریزوں اور دوسری غیر قوموں سے لڑائی کرے۔میں کہتا ہوں یہ بھی غلط ہے اور حدیث سے بھی پایا جاتا ہے کہ آنے والا موعود یضع الحرب کر کے دکھائے گا یعنی لڑائیوں کو موقوف کرے گا۔دیکھو ہر چیز کے عنوان پہلے ہی نظر آ جاتے ہیں۔جیسے پھل سے پہلے شگوفہ نکل آتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ مہدی آ کر جہاد کرتا اور تلواروں کے زور سے اسلام کی حمایت کرتا تو چاہئے تھا کہ مسلمان فنونِ حربیہ اور سپاہ گری میں تمام قوموں سے ممتاز ہوتے اور فوجی طاقت بڑھی ہوئی ہوتی۔مگر اس وقت فنونِ حرب کے متعلق جس قدر ایجادات ہو رہی ہیں وہ یورپ میں ہو رہی ہیں۔نہ کسی اسلامی سلطنت میں۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے۔اور یضع الحرب کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے واسطے یہی ہونا بھی چاہئے تھا۔دیکھو مہدی سوڈانی وغیرہ نے جو مخالفت میں ہتھیار اٹھائے تو خدا تعالیٰ نے کیسا ذلیل کیا یہاں تک کہ اس کی قبر بھی کھدوائی گئی اور ذلت ہوئی۔اس لئے یہ خدا کے منشاء کے خلاف تھا۔مہدی موعود کا یہ کام ہی نہیں ہے بلکہ وہ تو اس اعتراض کو دور کرے گا جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔وہ ثابت کر دکھائے گا کہ اسلام ہمیشہ اپنی عملی سچائیوں اور برکات کے ذریعے پھیلا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کا منشاء تلوار سے کام لینا ہوتا تو فنونِ حرب اسلام والوں کے ہاتھ میں ہوتے۔اسلامی سلطنت کی جنگی طاقتیں سب سے بڑھ کر ہوتیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل تو ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان طاقتیں مغربی طاقتوں سے ہتھیار مانگ رہی ہوتی ہیں بلکہ ہر قسم کی ٹیکنالوجی وہاں سے مانگتی ہیں۔

حضور علیہ السلام نے ایک اور دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو یہی علماء کیسے شوق سے چودھویں صدی کے منتظر تھے اور تمام دل بول اٹھے تھے کہ اسی صدی کے سر پر مہدی اور مسیح پیدا ہو گا۔بہت سے صلحاء اور اولیاء کے کشف اس بات پر قطع کر چکے تھے کہ مہدی اور مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی ہے۔اب ان کے دلوں کو کیا ہو گیا ہے؟ مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر

کہتے اور میرا نام دجال رکھتے کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے میاں غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف اور پیر صاحب العلم کی گواہیوں کا ذکر فرمایا جو بلاد سندھ کے مشاہیر میں سے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے مقابل پر جو میرے مخالف مسلمان مجھے گالیاں دیتے ہیں اور مجھے کافر کہتے ہیں یہ بھی میرے لئے ایک نشان ہے کیونکہ انہی کی کتابوں میں یہ اب تک موجود ہے کہ مہدی معہود جب ظاہر ہوگا تو اس کو لوگ کافر کہیں گے اور قریب ہوگا کہ علماء اسلام اس کو قتل کر دیں۔ چنانچہ ایک جگہ مجدد الف ثانی صاحب یہی لکھتے ہیں اور شیخ محی الدین ابنِ عربی نے بھی ایک مقام میں یہی لکھا ہے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود ہزارہا نشانوں کے جو خدا نے میرے لئے دکھلائے ہیں پھر بھی میں سخت تکذیب کا نشانہ بنایا گیا ہوں۔ اور میری کتابوں کے یہودیوں کی طرح معنی محرف مبدّل کر کے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملا کر میرے پر صدہا اعتراض کئے گئے ہیں کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اور قرآن کو چھوڑتا ہوں اور گویا میں خدا کے نبیوں کو گالیاں نکالتا ہوں اور توہین کرتا ہوں اور گویا میں معجزات کا منکر ہوں۔ سو میری یہ تمام شکایت خدا تعالیٰ کی جناب میں ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے میرے حق میں فیصلہ کرے گا۔ کیونکہ میں مظلوم ہوں۔ فرمایا: کہ میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جبکہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اِس وقت کوئی خلیفہ اس امت میں سے نہیں ہے اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآنِ شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذ اللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی امت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآنِ شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة:4) میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے۔ اور اس طرح پر قرآنِ شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی۔ بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ یہ میں ازخود نہیں کہتا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔

آپؑ فرماتے ہیں: مَیں قرآن وحدیث کا مصدق اور مصداق ہوں۔ مَیں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔ میں کافر نہیں بلکہ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کا مصداقِ صحیح ہوں اور جو کچھ میں کہتا ہوں خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ سچ ہے۔ جس کو خدا پر یقین ہے جو قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو حق مانتا ہے اس کے لئے یہی حجت کافی ہے کہ میرے منہ سے سن کر خاموش ہو جائے۔ لیکن جو دلیر و بے باک ہے اس کا کیا علاج؟ خدا خود اس کو سمجھائے گا، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ خدا کے واسطے اس امر پر غور کریں اور میرے معاملے میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں۔ آپ فرماتے ہیں پھر خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں کہ وہ ان پر حق کھول دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرے گا تو ایک چلّہ نہ گزرے گا کہ اس پر حق کھل جائے گا مگر بہت ہی کم لوگ ہیں جو ان شرائط کے ساتھ خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہتے ہیں اور اس طرح پر اپنی کم سمجھی یا ضد و تعصب کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے ولی کا انکار کر کے ایمان سلب کرا لیتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ چند اقتباسات مَیں نے سنائے ہیں۔ آپؑ نے مختلف پیرایوں میں اپنی صداقت کو اپنی مختلف کتب میں بیان فرمایا ہے۔ ان کی اس قدر کثرت ہے کہ ایک تقریر کیا کئی تقریروں میں بھی ان کا احاطہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اس پر جماعت احمدیہ کی گزشتہ ایک سو بیس سال سے زائد کی تاریخ پوری آب و تاب کے ساتھ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت بھی ہر قدم پر جماعت کے ساتھ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہے۔ جہاں یہ ہر دم ہر احمدی کے ایمان کو مضبوط کرتی چلی جا رہی ہے وہاں وہ سعید فطرت لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ وہ اس امر پر مہرِ تصدیق ثبت کرتے چلے جا رہے ہیں۔ کہ یہی وہ خدا تعالیٰ کا فرستادہ ہے جو الٰہی تائیدات اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔ جس نے اس زمانے میں جبکہ ہر طرف ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کے نظارے نظر آتے ہیں مبعوث ہو کر دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کر کے امن، سکون، صلح اور آشتی کی فضا قائم کرنی تھی۔ کل ہی میں نے بینن کے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ احمدی اس لئے ہو گیا تھا کہ لاہور کے واقعہ پر خلیفہ وقت کی طرف سے جب صبر اور دعا کی تلقین ہوئی تو تمام جماعت کا ردِ عمل صرف صبر اور دعا تھا۔ اور اس نے کہا یہ سوائے سچوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ مخالفین نے آج کل ایک اور شیطانی چال چلی ہوئی ہے اور اپنی طرف سے بڑے پیار سے اور بڑے پیارے انداز میں احمدیوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے پیدائشی احمدیو! تمہارے ماں باپ اپنی کم علمی اور کم عقلی اور ذاتی مفادات کی خاطر احمدیت کو قبول کرتے رہے لیکن تم عقل سے کام لو۔

حضور نے فرمایا کہ کیا جو تائیدات اور نشانات اور صداقت کے دلائل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دکھائے اور جن کو ہمارے بزرگوں نے براہِ راست دیکھا اور قبول کیا، ان صداقت کے نشانات کے بعد تمہاری کم علمی اور بیوقوفی پر رویا جائے یا اپنے بزرگوں پر شکوہ کیا جائے۔ اے نام نہاد علماء اور مخالفینِ احمدیت اور شیطان کے قدموں پر قدم مارنے والو! سُن لو اور اپنے پلے باندھ لو کہ تمہارے یہ حربے کبھی بھی ہم پر کارگر نہیں ہو سکتے۔ جس راستے سے تم نے آنا ہے آؤ۔ کبھی کسی مومن احمدی کے پائے ثبات کو ہلا نہیں سکتے۔ یاد رکھو وہ سعید روحیں جنہوں نے امام الزمان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہم تک رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق کی تعلیم پہنچائی ہے اور ہمیں اس الٰہی جماعت کا حصہ بنایا، اور جو لوگ آخرین میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنے۔ ان بزرگوں کا یہ احسان ہم اور ہماری نسلیں تا قیامت نہیں اتار سکتیں۔ پس ہم نے تو ان کے احسان کی وجہ سے اس درختِ وجود کی سرسبز شاخیں بننے کا اعزاز پایا ہے جنہوں نے تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے سائے تلے لانا ہے۔ اگر آج تمہارے دجل میں آ کر کوئی بدقسمت سچائی کو پا کر پھر اس کو چھوڑ بیٹھتا ہے تو اس بات پر خوش نہ ہو کہ الٰہی جماعتوں سے سوکھی شاخ تراشی خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمیشہ سے کرتی چلی آئی ہے۔ جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کوئی کمزور ایمان نہیں دیتا۔ یہ قربانیوں کے معیار جو آج احمدی قائم کر رہے ہیں یہ صاف بتا رہے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے اس فرستادے پر کامل ایمان اور یقین ہے۔ اور ہر ابتلاء ہر احمدی کا ایمان پہلے سے زیادہ مضبوط کرتا ہے۔ لاہور کے شہداء کی اجتماعی شہادت کے بعد تو مجھے دنیائے احمدیت کے ہر شہر اور ہر ملک سے یہ اطلاعیں آ رہی ہیں کہ جو دنیاوی کاموں میں پڑ کر مسجد سے بے تعلق اور کمزور ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی مسجد سے جڑنے کی توفیق عطا فرما دی ہے۔ بلکہ بعض تو باقاعدہ اور پرانے مسجد میں آنے والوں سے پہلے آ کر مسجد میں بیٹھنے لگ گئے ہیں۔ پس کیا تمہاری ان دجالی چالوں سے احمدیوں کا ایمان کمزور ہو سکتا ہے؟ یاد رکھو تمہاری یہ خوش فہمی ہے اور ہم پر بدظنی ہے ہمیشہ کی طرح تمہیں یہ بدظنی شرمندہ کرے گی۔ بشرطیکہ کہ تمہارے اندر شرمندہ ہونے والا دل ہو۔ تمہارے دل تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ پتھروں میں سے تو بعض ایسے ہیں جن میں سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں جو زندگی بخشنے کا ذریعہ ہیں۔ تمہارے دلوں اور زبانوں سے تو صرف نفرتوں کے لاووں کے علاوہ کچھ نہیں پھوٹتا۔ جو سوائے نقصان اور شر کے کچھ نہیں کر سکتے۔ اے نفرتوں کے شرارے پھیلانے والو! تم وہ لوگ ہو جو ظلمتوں کے پجاری ہو اور نور سے دور ہو۔ تم اگر قرآنِ کریم کا علم رکھنے کا دعویٰ کرتے ہو تو خود قرآن کھول کر پڑھ لو کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق کیا کہتا ہے؟ آج ہر احمدی مرد، عورت، بچہ اور بوڑھا اور جوان تو اپنے ایمان میں مضبوطی پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور جیسا کہ ہم نے آج بھی دیکھا ہے کہ سعید فطرت اس منادی اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن تم لوگ جانتے بوجھتے ہوئے بھی بے علم لوگوں کو حق سے دور لے جانے کی جس مذموم کوشش میں مصروف ہو اور الٰہی جماعت کے خلاف نفرتوں کے تیر چلانے کی جس مہم میں مصروف ہو یہ یقیناً تمہیں خدا کی پکڑ میں گرفتار کرے گی۔ تم پر بہت کھل کر اتمامِ حجت ہو چکی ہے خدا کی لاٹھی بے آواز ہے اس سے ڈرو اور اس کی فکر کرو۔ قرآنی دلائل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات، عقلی دلائل، زمینی اور آسمانی نشانات، اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادتیں اور آج تک ان کا جاری تسلسل تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ہی میں عامة المسلمین سے بھی کہتا ہوں کہ اگر وہ میری بات پر کان دھریں کہ وہ اپنی عقل سے کام لیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے، خدا تعالیٰ سے یہ رہنمائی چاہیں۔ جھوٹے دعوے کرنے والوں کے حق میں خدا تعالیٰ اس طرح صداقت کے ثبوت ظاہر نہیں فرماتا۔ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے یہ عذر کام نہیں آئے گا کہ ہمیں ان علماء نے ورغلایا تھا۔ پس ان نام نہاد علماء کی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے یقین نہ کریں۔ بے نفس اور خالی الذہن ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں، دعا کریں اور رہنمائی چاہیں پھر خدا تعالیٰ بھی رہنمائی فرماتا ہے۔ اپنے ذہنوں کو ہر قسم کے شکوک سے پاک کریں۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کریں تب اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ یہ آج جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونے والے سعید لوگ جو افریقہ میں بھی لاکھوں کی تعداد میں شامل ہو رہے ہیں، عرب ممالک سے بھی شامل ہو رہے ہیں۔ یورپ سے بھی شامل ہو رہے ہیں، امریکہ سے بھی شامل ہو رہے ہیں، جزائر سے بھی شامل ہو رہے ہیں، ایشیا سے بھی شامل ہو رہے ہیں ان کی شمولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا دعویٰ سچا ہے اور آپ خدا تعالیٰ کے فرستادہ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں احمدیوں کو پھر یاد دہانی کرواتا ہوں کہ آج جبکہ فتنہ و فساد اور مخالفت کی آندھیاں اپنا زور دکھا رہی ہیں ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بوڑھا اور بچہ اپنے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی اور صداقت پر مزید مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں ایمان میں پہلے سے بڑھاتا چلا جائے۔ اور تمام مسلمانوں کو دینِ واحد پر جمع ہونے کا نظارہ دکھائے۔ اور مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ اور عظمت جو ہے وہ دوبارہ ہم اپنے سامنے زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بڑی شان سے دنیا میں لہراتا ہوا ہم دیکھیں۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب ہم دعا کریں گے دعا میں اپنے جہاں جماعت کے لئے، جماعت کی ترقی کے لئے، ہر ملک میں جماعت کے پھیلنے کے لئے، احمدیوں کے ثباتِ قدم کے لئے، استقامت کے لئے دعا کریں۔ واقفینِ زندگی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحیح رنگ میں جماعت کی خدمت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسیران کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے جلد سامان پیدا فرمائے۔ شہداء کے لئے دعا کریں کہ انہوں نے جو عظیم قربانیاں دے کر ایک نئی روح ہمارے دلوں میں پھونکی ہے اس کو ہمیشہ ہم جاری رکھیں اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ ان شہداء کے خاندانوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر اور استقامت اور حوصلہ عطا فرماتا رہے اور اپنی جناب سے ان کی حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں گرفتار اور مصیبت میں گرفتار احمدی کو اپنے فضل سے اس سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔

چھ بج کر چالیس منٹ پر پُرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ دعا کے بعد مختلف زبانوں میں ترانوں کا ایمان افروز سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے افریقن گروپ نے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد اردو میں شہداء لاہور کے نام ترانہ پیش کیا گیا جس کے الفاظ یہ تھے:

شہیدان لاہور تم پر سلام   اے شہدان راہ خدا السلام

اس کے بعد کچھ اور ترانے پیش کئے گئے۔ ترانوں کے بعد حضور انور نے جلسہ سالانہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ امسال 95 ممالک سے 28,675 احباب اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اس لحاظ سے گزشتہ سال کی نسبت 11 ممالک زائد تھے اور شاملین کی تعداد میں بھی ایک ہزار کا اضافہ تھا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

صبر و رضا کا پیکر...... میری امّی جان

(طیبہ منصور چیمہ اہلیہ منصور احمد چیمہ صاحب لندن)

میری پیاری امی جان مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صوفی نذیر احمد صاحب ۱۴؍جولائی ۲۰۱۰ء کو اس دارفانی سے رخصت ہوکر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل توجاں فدا کر

میری پیاری امی جان کو ہم سے جدا ہوئے دو ماہ سے زائد عرصہ ہوگیا ہے اور آج بھی یقین نہیں آتا کہ وہ پیار اوجود ہمارے درمیان نہیں رہا جن کی دعائیں ہمارے لئے امرت کا کام دیتی تھیں، جن کی دعائیں ہمیں مختلف پریشانیوں سے بچالیتی تھیں۔ میری امی ایک وفا شعار بیوی، ایک بہترین ماں اور ایک مثالی ساس تھیں۔ جب وہ خدا کے حضور حاضر ہوئیں تو ان کے خاوندوں سے پوری طرح راضی تھے اور خوش تھے اور ساری عمر کی ان کی وفاداری کی شہادت دیتے تھے اور ان کے بچوں نے یہ گواہی دی کہ وہ ایسی ماں تھیں جن کے قدموں سے جنت ملا کرتی ہے۔جن کی بہوؤں نے بتایا کہ انہوں نے ہمیشہ ہمیں ماں کا پیار دیا اور ہمیں ہمیشہ اپنی بیٹیاں سمجھا۔ جن کی وفات پر دامادوں کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ وہ اپنے پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کی بہترین دوست تھیں۔ ان کے دلوں کی باتیں سمجھنے والی اور بہترین مشورے دینے والی، ان کی کامیابیوں پر بے انتہا خوش ہونے والی اور دعاؤں کا خزانہ ان کی بڑی امی جان ان کو غمگین کر گئیں ہیں۔

میری امی جان نے اپنی ساری زندگی بے انتہا صبر و رضاء اور دعاؤں کے ساتھ گزاری۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اپنے بچوں کے لئے بے انتہا محنت اور مشقت کے ساتھ بسر کی۔لیکنا نہیں اپنے بچوں کو کچھ بنا دینے کا جنون کی حد تک شوق تھا اور انہیں دین کے رنگ میں رنگین کرنے کی لگن تھی۔ مجھے اپنا بچپن آج بھی یاد آرہا ہے جب ہماری امی جان اور ہم چھ بہن بھائیوں اور تعلیم کی غرض سے آئے ہوئے متعدد رشتہ دار بچوں کے ساتھ ربوہ میں رہتی تھیں جبکہ ہمارے ابا جان ہماری دوسری والدہ کے ساتھ محمد آباد سندھ میں رہتے تھے اور وہاں کاروبار کرتے تھے۔میری امی جان مجھے بتایا کرتی تھیں کہ جب تم ایک سال کی تھی تو تمہارے بڑے بھائی محمد جلال شمس نے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا تھا۔ اس وقت ہمای امی جان ہم بہن بھائیوں کو ہماری دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کے لئے ابو جان سے اجازت لے کر مرکز سلسلہ ربوہ میں لے آئی تھیں اور پھر انتہائی صبر سے دعاؤں کے سہارے خدا کے فضلوں کے ساتھ بڑے ہمت و حوصلہ کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔امی جان کہا کرتی تھیں کہ ہمارے خاندان میں احمدیت حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانؓ اور ان کی بیگم کے حسن سلوک کی وجہ سے انکی والدہ صاحبہ اور میرے قابل احترام بڑے بھائی محمد نذیر صاحب کی وساطت سے آئی۔ احمدیت کی یہ نعمت مجھے ان سے ملی۔ امی کے بڑے بھائی کی کوئی اولاد نہ تھی اور وہ جوانی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ان کی شدید خواہش تھی کہ انکی اولاد میں سے واقف زندگی پیدا ہوں۔اس لئے کہا کرتی تھیں کہ میں ان کی اور اپنی خواہش پر اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہتی تھی اور یہی وہ جذبہ تھا جو بالآخر انہیں ربوہ لے آیا جہاں بس صرف اور صرف خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اپنی سجدہ گاہیں اپنے خدا کے حضور تر رکھتے ہوئے انتہائی کم پیسوں میں بہت ہی سلیقے کے ساتھ گھر کو چلانا اور انتہائی وقار کے ساتھ ربوہ کے معززین سے لیکر انتہائی غرباء تک سب سے بے انتہا خوش اخلاقی سے ملنا ان کا شعار تھا اور اللہ کے فضل سے ربوہ میں بہت ہی عزت پائی۔ اس وقت بھی لوگ مثالیں دیا کرتے تھے کہ اکیلی بچوں کی بہت اچھی تربیت کر رہی ہیں۔امی بتایا کرتی تھیں کہ جب تمہارے بڑے بھائی جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو اس وقت حضرت میر داؤد احمد صاحبؒ کا دور تھا۔ ایک دن انہوں نے امی جان سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ گھر میں بچے کی صحیح نگرانی کر سکتی ہیں‘‘ اور بعد کے حالات نے بتا دیا کہ واقعی ایک ماں نے اپنے مولا پر کامل توکل کرتے ہوئے اور اسی یقین کامل کے سہارے جامعہ کے پرنسپل صاحب سے جو عہد کیا تھا اس کو پورا کر دکھایا اور پھر وہی طالب علم حضرت میر صاحب کا بڑا پسندیدہ طالبعلم بن گیا اور زندگی کے آخری لمحات تک وہ اسے ایک بیٹے کا درجہ دیتے رہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جلال شمس کی طرف سے مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔اس کی والدہ اس کی بہت اچھی نگرانی کرتی ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ امی نے ہمیں زندگی کے بہترین اسلوب سکھائے۔ میرے بھائیوں کو شام کے بعد گھر سے باہر رہنے کی اجازت نہ تھی۔ ہاں اگر جماعتی کاموں میں دیر ہو جاتی تو اعتراض نہ کرتیں بلکہ خوشی کا اظہار کرتیں۔کھانے پینے سے لیکر چلنے پھرنے تک کا سلیقہ سکھایا۔کہا کرتی تھیں کہ ننگے سر اور ننگے پیر نہیں پھرنا چاہئے کہ انسان جاہل لگتا ہے۔

انتہائی پریشانی کے وقت میں ان کی سجدوں میں صرف اور صرف اپنے رب کے حضور آہ و زاریاں آج بھی مجھے یاد ہیں۔ پھر اپنے بچوں کے امتحان کے زمانے میں راتوں کو ان کے ساتھ جاگنا یوں لگتا تھا جیسے ہماری ماں کو آرام اور سکون سے کوئی مطلب ہی نہیں، سونے میں دلچسپی ہی نہیں۔ اگر بچہ پڑھائی کی وجہ سے پریشان ہوتا تو کتاب پکڑ پکڑ کر اس کی ہمت بندھاتیں اور خود سجدے میں گر جاتیں کہ خدایا میں نے تو اس بچے کو وقف کیا۔اب تو اس بچے کے ذہن کو خود روشن کر دے اور اس کا سینہ کھول دے۔ امی اس درد سے اپنے اور ہر احمدی بچے کیلئے دعائیں اور کوشش کرتیں کہ انسان حیران رہ جاتا۔اس کا تذکرہ ہماری ایک عزیزہ نے بھی کیا جو ایک دفعہ ہمارے گھر کچھ دیر قیام کی غرض سے آئی تھیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ ایک رات میں نہایت رقت آمیز آواز سے ڈر کر اُٹھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ پھوپھی جی ایک کونے میں جائے نماز بچھا کر انتہائی درد اور عاجزی کے ساتھ ایک ایک بچے کی صحت، زندگی اور دین سے وابستہ رہنے کیلئے دعائیں کر رہی تھیں اور دعا میں اس قدر درد تھا کہ میں آج تک اس کفیت کو بھول نہیں سکی۔امی جان کی یہ تڑپ تھی کہ میرے مولا میرے بچے بس تیرے اور صرف تیرے عاشق بندے بن جائیں۔ ان کے وقف قبول فرما اور ان کو دین کی بھرپور خدمت کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

ہماری امی جان خود کسی سکول کی سند یافتہ تو نہ تھیں لیکن ہماری نانی جان اور بڑے ماموں جان جو ٹیچر تھے انہوں نے ہماری امی کی اس بہترین رنگ میں تربیت کی تھی کہ لگتا تھا جیسے زمانے کا ہر علم اور ہنر اور سلیقہ میری امی جان کے پاس تھا حالانکہ کہا کرتی تھیں کہ میں پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی اور بے انتہا لاڈلی تھی لیکن وقت اور حالات نے ان کو صبر و رضا کا پیکر بنا دیا۔خدا پر کامل توکل تھا اور خلافت کے ساتھ بے انتہا عشق تھا اور یہ عشق اور توکل انہوں نے خون کے قطروں کی طرح ہماری رگوں میں ڈالا۔خدا تعالیٰ کے عشق میں ایسی مخمور تھیں کہ جس کی مثال کم ہی ملتی ہے اور ان کی یہ بھی خواہش ہوتی تھی کہ ہر احمدی بھی خدا تعالیٰ کے عشق میں مخمور ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو پہچانے اور خلافت کے ساتھ سچے پیار کا تعلق قائم رکھے۔اس ضمن میں میری ایک سہیلی جو کہ امی کی بیٹی بنی ہوئی تھیں انہوں نے بتایا کہ خالہ جان کا علم اس قدر ٹھوس اور وسیع تھا کہ انہوں نے جہاں مجھے خدا تعالیٰ پر توکل کے ساتھ دعاؤں کا طریقہ سکھایا وہاں انہوں نے مجھے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکمل تعارف بھی کروایا اور ان کی محبت میرے دل میں بٹھائی۔ انہوں نے نظام جماعت کے بارہ میں مجھے سب کچھ بتایا جس سے میں پہلے ناواقف تھی۔ ان کی صحبت سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔کہا کرتیں تھیں کہ بیٹا خدا تعالیٰ پر توکل کر کے دعا کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔چنانچہ آپ کو خدا کی ذات پر ایسا کامل توکل تھا کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آئی اور ان کی زندگی میں مسائل اور مشکلات تو بے تحاشہ ہی آئے اور ایسے ہر موقع پر آپ کسی سے دل کی بات کرنے کی بجائے ہمیشہ اپنے مولا کے حضور سجدہ ریز ہوئیں تو کبھی خدا نے لا تقنطوا من رحمة الله کے الفاظ میں تسلی دی اور کبھی الیس اللہ بکاف عبدہ کے ساتھ دل کو تسکین دی۔ یہ دونوں جواب میری بعض پریشانیوں کیلئے دعا کرنے کی صورت میں امی کو ملے اور اس طرح دعا کے بعد امی ہمیشہ ایسے ہوتیں کہ گویا ان کو کوئی پریشانی ہے ہی نہیں اور اگر میں پھر بھی پریشان ہوتی تو ناراضگی کا اظہار کرتیں کہ جب سے خدا تعالیٰ نے دعا کے بعد میرے دل کو ان الفاظ میں تسلی دے دی ہے تو میرے دل میں پریشانی کا ذرّہ بھی نہیں رہا۔ پھر تم کیوں پریشان ہوتی ہو اور واقعتاً کچھ ہی دن گزرتے کہ خدا تعالیٰ میری پریشانیاں دور کر دیتا۔ الحمدللہ۔

ایک دفعہ میرا بیٹا بہت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹرز کے مطابق حالت تشویشناک تھی۔ ظاہر ہے امی بھی بہت پریشان تھیں۔خلیفہ وقت کی دعائیں بھی اللہ کے فضل سے مل رہی تھیں۔امی مجھے کہتیں کہ میں دعا کرتی ہوں تو میرا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور پھر کہا بیٹا یاد رکھو کہ نہ بیماری میں موت ہے اور نہ صحت میں زندگی ہے۔ یہ سب خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔خلیفہ وقت کی دعائیں اس بچے کے ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ یہ صحت مند ہوجائے گا اور تم انشاء اللہ اس کی خوشیاں دیکھوگی۔اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعاؤں کی برکت سے خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر میرے بچے کو شفا عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔ اسی طرح کے بہت سارے اور واقعات بھی ہیں جو میرے اور بہن بھائیوں کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

انہی ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ تقریباً دوسال پہلے جب میری باجی کو بریسٹ کینسر کی تکلیف ہوگئی تو امی یہاں تھیں اور باجی پاکستان میں تھیں۔ باجی کی خواہش تھی کہ اس کنڈیشن میں جبکہ کیموتھیراپی ہو رہی تھی امی مجھے نہ دیکھیں۔امی بے حد پریشان تھیں اور ان کو یہ شک تھا کہ شاید یہ سب مجھے صحیح صورتحال نہیں بتا رہے۔ بہرحال امی جان نے اپنی دعاؤں پر زور دینا شروع کر دیا اور اپنے مولیٰ سے لو لگائی اور گریہ وزاری کی انتہا کر دی تو خدا تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ خوشخبری دی۔امی نے دیکھا کہ چار ڈاکٹر ہیں جن میں سے ایک ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب دوسرے ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب اور تیسرے ڈاکٹر نصرت صاحبہ اور چوتھے کا نام یاد نہیں رہا۔ یہ چاروں فردوس (میری باجی) کے پاس کھڑے ہیں اور کہتے ہیں ’’مبارک ہو‘‘ دوسری خواب میں امی نے دو گٹھلیاں دیکھیں جو باجی فردوس نے انہیں پکڑائی ہیں اور امی نے بہت دور پھینک دی ہیں۔امی نے جب یہ دونوں خوابیں باجی کو سنائیں تو باجی نے حیران ہوکر بتایا کہ امی واقعی یہی تینوں ڈاکٹرز تھے اور چوتھی لاہور کی کینسر کی اسپیشلسٹ ڈاکٹر تھیں اور گٹھلیاں بھی دو ہی تھیں۔ چونکہ امی نے خوابیں ایسی دیکھی تھیں جس میں مبارک باد کے واضح الفاظ تھے اس لئے امی کا دل مطمئن ہوگیا اور پھر بفضلہ تعالیٰ خلیفہ وقت اور امی کی دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے باجی کو شفا عطا فرمائی۔الحمدللہ۔

امی اپنی زندگی کا ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ اس طرح مجھے بتایا کرتیں تھیں کہ تمہاری پیدائش

سے پہلے ایک دفعہ میرے گردے میں پتھری ہوگئی اور تکلیف اس قدر بڑھی کہ پیشاب میں خون آنے لگ گیا اور میں سوکھ کر کانٹا ہوگئی۔ اس پر تمہارے ابو جان مجھے جناح ہسپتال کراچی میں داخل کروا کر خود کسی ضروری کام سے واپس محمد آباد چلے گئے۔ ہسپتال میں اکیلی رہ جانے کی وجہ سے میں بے انتہا پریشان تھی۔ ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اس بیماری کا علاج صرف آپریشن ہے لیکن یہ مریضہ بہت کمزور ہے اس پر میں نے اپنے خدا کے حضور بہت گریہ وزاری کی اور اپنے مولا سے التجا کی کہ خدایا میرے بچے بہت چھوٹے ہیں تو ان کے لئے ہی مجھے صحت اور زندگی دے دے اور معجزانہ طور پر آپریشن سے مجھے بچالے۔ دعا کرتے ہوئے آنکھ لگ گئی تو یہ شعر زبان پر جاری ہوگیا کہ

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

اُدھر تکلیف بے انتہا تھی اور اِدھر دعاؤں پر زور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بڑی واضح خواب دکھائی کہ دو ڈاکٹر ہیں اور آپس میں بحث کررہے ہیں۔ ایک کہتا ہے آپریشن ہونا چاہئے اور دوسرا کہتا ہے نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ اگلے دن ایسے ہی ہوا کہ ڈاکٹرز راؤنڈ پر آئے۔ ایک انگریز تھا اور ایک پاکستانی۔ امی بتاتی تھیں کہ دونوں میرے بیڈ کے پاس کھڑے ہوکر کافی دیر انگلش میں باتیں کرتے رہے پھر جو پاکستانی ڈاکٹر تھا اس نے مجھے کہا کہ بی بی یہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس مریضہ کا آپریشن ہونا چاہئے اور میں کہتا ہوں کہ یہ مریضہ بہت کمزور ہیں ان کا آپریشن کرنا مناسب نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ میرا کیا خیال ہوسکتا ہے۔ میں تو اپنے مولیٰ سے بس اس کا فضل مانگ رہی ہوں۔ وہی مشکل کشا ہے۔ اس پر ڈاکٹر تو چلے گئے لیکن تھوڑی دیر بعد ہی مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی اور میں ٹائلٹ گئی تو ایک بڑی سی پتھری خود بخود نکل گئی۔ اگلے دن میں نے وہ ڈاکٹر کو دکھائی تو ڈاکٹر بہت خوش اور حیران ہوا اور اس نے کہا کہ یہ تو مسئلہ ہی حل ہوگیا ہے اور پھر بفضل تعالیٰ ویسی تکلیف امی کو کبھی نہیں ہوئی۔ ہاں بعض دفعہ گردوں میں ورم کی تکلیف ہوجایا کرتی تھی۔ اس وقت جب امی جان ہسپتال میں تھیں اور سجدوں میں اپنے مولا کے حضور گریہ وزاری کرتی تھیں تو مریضوں نے اس کے نتیجہ میں آپ پر خدا تعالیٰ کے بے شمار فضل دیکھے تو ان میں سے اکثر لوگ اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے امی سے دعا کی درخواستیں کرنے لگے تو امی نے انہیں بتایا کہ میں نے دعا تو کی تھی لیکن یہ شفا مجھے اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدقے اور ان کی بیعت میں شامل ہونے کی برکت سے دی ہے۔ تم بھی ان کی بیعت میں آجاؤ تو تمہارے اوپر بھی یہ فضل نازل ہونے لگیں گے۔

امی جان کی ایک قابل تقلید نیکی یہ ہے کہ اپنی ایک بھتیجی اور ابو جان کی بھانجی کے تین بچوں سمیت بیوہ ہونے پر اپنے غیر شادی شدہ بیٹے کے ساتھ اس کی شادی کی اور پھر ان کے بچوں کو حقیقتاً دادی کا پیار دیا۔ ان کے سکولوں میں داخلوں سے لیکر نماز اور دعائیں سکھانے اور قرآن پڑھانے تک کے سب کام اپنے ذمہ لے لیا۔ یہ بات میری بھتیجیوں نے امی کی وفات پر خود ہم سب کو بتائی۔ میری امی جان نے صرف اور صرف ان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنی نندوں کے ساتھ اور ان کے بچوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا۔ وفات پر ہر کسی نے اپنے واقعات سنائے میری آٹھ پھوپھیاں تھیں۔ دونوں چھوٹی پھوپھو امی کی وفات پر کہہ رہی تھیں کہ آج ہماری ماں ہم سے جدا ہوگئی ہیں۔ انہوں نے ہمیں پیار دیا۔ نماز اور تہجد کی عادت ڈالی۔ گھر کا طریقہ سلیقہ سکھایا۔ میری امی نے اپنے بھائی کے بچوں کو بھی پالا اور میری پھوپھو جو میری ممانی بھی تھیں اور جوانی میں وفات پاگئیں تھیں جبکہ ان کے بچے بہت چھوٹے تھے تو دو سال میری امی اپنے بچوں کو گھر میں چھوڑ کر ان کے پاس رہیں اور ان کے دو بڑے بچوں کی شادیاں کرکے چھوٹے بچوں کو ساتھ لے کر اپنے گھر واپس آئیں اور پھر ان کی شادیوں تک انہیں اپنے پاس ہی رکھا۔ میری ماموں زاد بہن نے مجھے بتایا کہ بچپن میں میرے پیٹ میں درد ہوا کرتا تھا تو پھوپھو مجھے اپنے ساتھ چپکا کر سوتی تھیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رات کو نیند میں مجھے اس کا درد کا پتہ ہی نہ چلے اور یہ ساری رات تکلیف میں گزار دے۔

میری بڑی باجی اور میری ماموں زاد بہن کی عمروں میں بہت کم فرق تھا لیکن امی ہمیشہ میری ماموں زاد بہن ہی کا ساتھ دیتیں اور کہا کرتیں کہ ان کی ماں نہیں ہے اور ان کے لئے تو میں خدا کے حضور جوابدہ ہوں۔ ابھی وہ بچے کچھ بڑے ہوئے تھے کہ میری دوسری پھوپھی بہت بیمار ہوگئیں۔ مجھے یاد ہے کہ وہ فیصل آباد کے کسی ہسپتال میں داخل تھیں اور امی پورا وقت ان کے ساتھ ہوتی تھیں اور رات بینچ پر سوتی تھیں اور جتنی دفعہ وہ ہائے کرتیں امی اُٹھ کر بیٹھ جاتیں اور یہ وقت ایک دو دن نہیں بلکہ مہینوں پر محیط تھا اور پھر ان کی وفات کے بعد امی نے ان کے بچوں کو بھی اپنے سینے سے لگالیا۔ ان کی چھوٹی بیٹی امی کی زندگی میں بھی بتایا کرتی تھیں اور مجھے بھی یاد ہے کہ ایک دفعہ اس کو لقوہ ہوگیا تو امی سخت پریشان ہوئیں۔ ڈاکٹروں نے کچھ انجکشن تجویز کئے جو چار چار گھنٹے بعد لگتے تھے۔ اس کیلئے امی کو لے کر آدھی رات کو اور پھر سحری کے وقت فضل عمر ہسپتال جاتیں اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے اسے اس مرض سے شفا دی۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ خدا کا شکر ادا کیسے کروں۔ ساتھ ساتھ میں پھوپھو کے اس احسان کو کبھی نہیں بھلاسکتی۔

اسی طرح ہمارے گھر میں امی کے سسرال اور میکے میں سے اکثر بچے پڑھنے کیلئے مستقل رہتے تھے کیونکہ اس وقت یہ عالم ہوتا تھا کہ لوگ دوسرے شہروں اور دیہات سے بچوں کو ربوہ پڑھنے کیلئے بھیجا کرتے تھے تاکہ ربوہ کے مقدس ماحول میں بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اچھی تربیت بھی ہوسکے۔ ان بچوں کی نگرانی میری امی اور بڑے بھائی جان کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہوئی۔ سب ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے اور امی سب کے ساتھ محبت اور پیار کا سلوک کرتی تھیں۔ جو بچہ بھی گھر میں ہوتا امی کے سسرال سے ہو یا میکے سے، اس کے بیمار ہونے پر امی اس کے ساتھ ساری ساری رات جاگتیں اور تیمارداری کرتیں۔ انتہائی کم آمدنی میں میری امی اور میرے بڑے بھائی پتہ نہیں کیسے اخراجات پورے کرلیتے تھے۔ امی ہر سال رضائیوں کو ادھیڑ کر اس خوبصورتی سے سوٹوں سے غلاف بنا لیا کرتیں کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔ کچھ نیا کپڑا لاکر مہمانوں کے لئے کچھ نئے بستر تیار کرلیتی تھیں۔ پرانی پینٹوں کے کپڑوں سے اس قدر خوبصورت بستے ہمیں بنا کر دیتیں کہ لگتا تھا بہت مہنگا بستہ خریدا گیا ہے۔

امی کو اگر کسی سے کچھ دکھ ملے جو اکثر ان کی زندگی کا حصہ تھے تو آپ نے کبھی بھی کسی سے شکوہ نہیں کیا بلکہ خدا کے حضور جھکتیں، خدا کے حضور گڑگڑاتیں اور خدا سے مدد مانگتیں اور ہمیں بھی یہی تلقین کرتیں۔ ۲۰۰۲ء میں میرے بڑے بھائی ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب ترکی میں اسیر راہ مولیٰ بنے تو ہم پریشانی میں امی کو فون کرتے۔ کیونکہ سب بہن بھائیوں کو بڑے بھائی جان سے بہت پیار ہے اور امی جان ان کے بارے میں کہا کرتیں تھیں کہ شمس میں سے مجھے اپنی امی کی خوشبوں آتی ہے۔ اپنے اس بچے کی اسیری پر بھی امی نہیں گھبرائیں بلکہ بڑے سکون سے کہتیں کہ میں تو بالکل پریشان نہیں ہوں کیونکہ میرا بچہ خلیفہ وقت کے حکم پر دین کی خدمت کیلئے گیا ہے اور یہ میرے لئے بڑی سعادت ہے۔ انشاء اللہ میرا بیٹا وہاں سے کندن بن کر نکلے گا۔ حالانکہ امی کے چار بچے بچپن میں وفات پاچکے تھے جن میں سے ایک ساڑھے چار سال اور ایک دس ماہ کا تھا اور امی آج بھی ان کی باتیں بتایا کرتی تھیں لیکن اس کے باوجود امی نے اس موقع پر کسی تکلیف یا دکھ کا اظہار نہیں کیا بلکہ ہمیشہ یہ کہا کرتی تھیں کہ خدایا میرے بچوں کو دین کی خدمت کرنے والی لمبی زندگی دینا اور اگر انہوں نے نیک بننا ہے تو انہیں زندگیاں دینا۔

امی کی اس تڑپ اور دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ان کی آدھی اولاد تو خدا کے فضل سے واقف زندگی ہے اور باقی ساری اولاد بھی کسی نہ کسی رنگ میں دین کی خدمت میں مصروف ہے۔ واقفین زندگی میں سے ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب لندن میں ٹرکش ڈیسک میں کام کررہے ہیں اور دوسرے بیٹے منیر احمد جاوید حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں اور ایک داماد مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد ہیں۔ آپ کے دوسرے داماد میرے میاں مکرم منصور احمد چیمہ صاحب بھی مختلف جماعتی ذمہ داریاں ادا کررہے ہیں۔ الحمدللہ۔

خود امی جان چندوں کی ادائیگی بہت زیادہ فکر سے کرتیں۔ نماز پنجوقتہ التزام سے ادا کرتیں۔ آخر وقت تک نماز تہجد ادا کرتی رہیں، ناشتہ ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد کرتیں اور رمضان میں دو سے تین دفعہ قرآن کریم کا دور مکمل کرتیں۔ امی جان کی یہ بڑی خوبی تھی کہ ہمارے بچوں کے ساتھ ایسا دوستانہ تعلق تھا کہ ہر بچہ امی کے ساتھ تقریباً اپنی ہر بات شیئر کرتا۔ میں اکثر بیمار رہتی تھیں اور میرے کافی زیادہ آپریشن بھی ہوئے۔ اس لئے امی میری وجہ سے کافی پریشان رہا کرتیں تھیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کا اکثر وقت میری شادی کے بعد بھی میرے ساتھ ہی گزرا اور کچھ جماعتی کاموں کے کرنے کی وجہ سے بچوں کے معاملے میں بھی مجھے امی کی مدد کی ضرورت پڑتی بھی تو میرے جماعتی کاموں کی وجہ سے امی یہ ذمہ داری خوشی خوشی سنبھال لیتیں۔ اسلئے میرے بچوں کی تربیت میں تو بہت زیادہ حصہ میری امی کا ہے۔ اگر کبھی بچہ کوئی بات نہ مان رہا ہوتا تو امی علیحدگی میں اس طرح سے کچھ وقت اس بچے کے ساتھ گزارتیں کہ کچھ ہی لمحوں میں نہ صرف وہ بچہ بدل چکا ہوتا بلکہ اپنی غلطی پر شرمندہ بھی ہوتا تھا۔ سب بچوں میں جماعتی کاموں کا شوق پیدا کرتیں۔ نماز کی پابندی کی عادت اتنے احسن انداز میں ڈالتیں کہ بچہ نمازوں کا عادی ہوجاتا۔ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت پر زور دیتیں۔ امی جان کو اپنے بھائیوں اور ان کے بچوں کے ساتھ عشق کی حد تک محبت تھی اور وفات پر مجھے ان کے بکثرت فونوں سے محسوس ہوا کہ امی کے بھتیجے بھتیجیوں کو بھی امی سے بہت محبت تھی۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کا بہت خندہ پیشانی سے استقبال کرتیں۔ اکثر بہت بیمار رہتی تھیں اور معدہ میں السر کی بھی تکلیف ہوگئی تھی۔ پھر انتہائی مالی تنگی کا زمانہ بھی تھا لیکن پھر بھی ایک مہینہ پہلے ہی جلسہ کے مہمانوں کی تیاریاں شروع کردیتیں۔ جب مہمانوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی تو صحن میں چھولداری پہلے سے ہی منظور کروا کر لگواتیں اور ہمیشہ دوسروں کو آرام سے سلا کر خود جوتیاں ہٹا کر بچا کھچا بستر بچھا کر سوجاتیں اور صبح سب سے پہلے اٹھ کر وضو کے لئے پانی گرم کرتیں اور پھر نماز سے فارغ ہوکر پانی بھرنا شروع کردیتیں جو کہ دن میں دو ٹائم ربوہ میں آیا کرتا تھا اور وقت مقرر تھا اور امی اس پانی کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتی تھیں۔ اس دوران بڑی بھابھی چائے کا انتظام کرتیں اور پھر دونوں ساس بہو مہمانوں کو ناشتہ پیش کرتیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی میں بڑی بھابھی اور بڑی باجی امی کی معاون ہوتیں۔ وفات پر بہت سے عزیزوں اور غیروں نے بھی جلسہ سالانہ ربوہ پر امی کی اس حد سے زیادہ مہمان نوازی کے قصے سنائے جن کا آج بھی ان کے دلوں پر گہرا اثر تھا اور شاید اسی لئے وہ جولائی کی شدید گرمی میں بھی امی کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کیلئے پاکستان کے طول وعرض سے ربوہ

تشریف لائے اور جونہ آسکے انہوں نے فون کے ذریعہ امی کیلئے ایسے ہی جذبات کا اظہار کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ایک دفعہ ربوہ میں غیر احمدی روٹیاں پکانے والوں نے شاید جلسہ سالانہ کے موقع پر روٹیاں پکانے سے انکار کردیا تو حضور کا حکم آیا کہ لجنہ اپنے گھروں میں روٹیاں پکائیں۔ امی نے اپنے مہمانوں کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ بغیر کسی کی مدد کے اکیلے روٹیاں پکا کر مرکز میں بھجوائیں۔ ایک دفعہ مرکز سے محلوں میں صدریاں سی کر دینے کا حکم آیا تو امی جان نے وہ بھی سی کردیں اور اس خدمت پر بہت خوش تھیں۔ ہماری امی کو دنیا کے عیش و آرام سے کوئی مطلب ہی نہ تھا۔ امی جان نے ایک دفعہ کچھ زیور بنوایا لیکن جب حضورؒ نے مریم شادی فنڈ کی تحریک فرمائی تو اپنی ساری چوڑیاں اتار کر اس میں پیش کردیں۔ وفات سے پہلے بھی بیٹوں کو نصیحت کی کہ فلاں فلاں جگہ میرے پیسے پڑے ہیں وہ سیدنا بلال فنڈ میں پیش کردینا۔ امی کی وفات سے ڈیڑھ ماہ پہلے جب لاہور کے شہداء کا واقعہ پیش آیا تو امی کو اس کا بے انتہا صدمہ تھا۔ ان دنوں امی منیر بھائی کے گھر سے کہیں اِدھر اُدھر نہ ہوتیں اور روزرات کو ان کے دفتر سے گھر واپس آنے کا صرف اس لئے انتظار کرتیں کہ ان سے شہداء کے لواحقین کے ایمان افروز واقعات سننے کی آپ کو تڑپ ہوتی تھی اور پھر اسی تڑپ سے ان کے لئے دعائیں بھی کرتیں۔ حضور اقدس کی خدمت میں بھائی جان سے تعزیت کا خط بھی لکھوایا اور اپنے ہاتھ سے سیدنا بلال فنڈ میں ۱۰۰ پونڈ بھی پیارے حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ بھابھی کی بھی تعریف کرتیں کہ میری بڑی خدمت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزاء دے۔ آمین۔

غرض امی جان محبتوں کا ایک سمندر تھیں جس سے غیر بھی مستفیض ہوئے۔ امی کی وفات پر ایک جرمن عورت جو میرے چھوٹے بھائی کی ماں بنی ہوئی ہیں انہوں نے امی کے ہر بچے سے روتے ہوئے افسوس کیا۔ ان کے الفاظ یہ تھے کہ ’’آپ کی ماں ایک نگینہ تھیں، آپ کے خاندان کا ہیرا چلا گیا‘‘ انہوں نے بتایا کہ میں اور آپ کی امی الگ مذہب، کلچر اور زبان ہونے کے باوجود ایک تھیں۔ وہ میری گہری سہیلی تھیں۔ ہم ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بات کو اچھی طرح سمجھتی تھیں اور ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوشی محسوس کرتی تھیں۔ امی کے بارہ میں جہاں اس جرمن عورت کا یہ خیال تھا وہاں میرے بڑے بھائی کے بچپن کے ایک دوست جو خود بھی اب بڑھاپے کی دہلیز پر ہیں اور انہوں نے امی جان کی زندگی کو قریب سے دیکھا ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ خالہ جان کی زندگی تو ان آیات کی مصداق تھی کہ مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی کہ نہ تو تیرے رب نے کبھی تجھے ترک کیا ہے اور نہ ہی کبھی اکیلے چھوڑا ہے دیکھ تو سہی کہ تیرے پیچھے آنے والی ہر گھڑی پہلے سے بہتر ہے اور ضرور تیرا رب تجھے وہ کچھ دے گا جس پر تو خوش ہو جائے گا۔ (سورۃ الضحیٰ) اور یہی ہمارا مشاہدہ بھی ہے اور ہم نے ہمیشہ ان آیات کے مطابق ہی خدا کا اپنی ماں سے ان کی زندگی میں سلوک دیکھا اور آگے بھی اپنے پیارے مولا سے ہمیں یہی امید ہے کہ وہ ہمارا پیارا خدا امی جان سے یقیناً اُس زندگی سے کہیں بڑھ کر اپنے دائمی پیار کا وہ سلوک کرے گا جس میں امی کی خوشیوں کے بڑے سامان ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

زندگی کے آخری ۲۵ سال امی جان اور ابو جان نے اکٹھے گزارے۔ اس عرصہ میں آخر تک امی نے ابو جان کی بھرپور خدمت کی۔ زندگی کے پہلے ادوار میں بھی جب ابوجان ربوہ آتے یا ہم سندھ جاتے تو امی ابوجان کی خدمت کا بھرپور حق ادا کرتیں۔ جب تک صحت رہی ابوجان کے کپڑے تک خود سیتی تھیں اور ابوجان کو بھی کسی اور کی سلائی پسند نہ تھی۔ امی جان نے بیماری میں بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ میرے واقفین زندگی بچے میرے پاس آئیں۔ لگن تھی تو بس یہی کہ اللہ تعالیٰ میرے بچوں کو دین کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ میرے آقا ان سے خوش ہوں اور میرے ساتھ بس میرے آقا کی دعائیں رہیں۔ جب بھی منیر بھائی جان کو حضور اقدس کے ساتھ دیکھتیں تو بے انتہا خوش ہوتیں اور بار بار شکر کے کلمات ادا کرتیں کہ یہ محض خدا کا فضل ہے ورنہ میں تو ایک مجبور، لاچار اور بے بس عورت تھی۔ میرے مولا نے میری سن لی۔ اپنے بچوں کو دین کی خدمت کرتے دیکھ کر لگتا تھا جیسے انہیں ان کی منزل مل گئی ہے۔

امی کی دعاؤں کی برکت سے خاکسارہ کو بھی فرنکفرٹ کے ایک حلقہ کی صدر اور پھر نیشنل سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی اور جب خاکسارہ اجتماعات میں تعلیمی پروگرام کروا رہی ہوتی تو امی بے انتہا خوش ہوتیں۔ مجھے یاد ہے دو دفعہ جلسہ سالانہ جرمنی میں خاکسارہ کو تقریر کرنے کا موقع ملا تو میری امی اس پر اتنی خوش تھیں کہ گویا امی کے ارمان پورے ہوگئے ہیں اور جو چاہا تھا پا لیا ہے۔ ایک دفعہ نیشنل اجتماع جرمنی کے موقع پر میری پیاری امی جان کو انعامات تقسیم کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اس وقت جب ہمیں اپنی ماں کی محنتوں کا ثمر اس رنگ میں ملا تو جہاں ہمارے دل خدا کی حمد و شکر سے بھر گئے وہاں ہماری پیاری امی جان بھی ان الفاظ میں اپنے مولا کا شکر ادا کرتی رہیں کہ ’’واہ میرے مالک! کہاں ایک بے بس اور مجبور عورت اور کہاں تیرا اتنا فضل اور عزت افزائی۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔‘‘ غرض ان کی دعائیں ہمارے لئے اور ہماری اولاد کیلئے ہمیشہ دین سے وابستہ رہنے کیلئے ہی ہوتی تھیں۔ دنیاوی مال بس اتنا مانگتیں جو ضرورتوں کے لئے کافی ہوتا۔

آخری بیماری میں بھی جو کہ دو ہفتوں پر محیط تھی انہوں نے یہ خواہش بالکل نہیں کی کہ میرا بیٹا منیر احمد جاوید چھٹی لیکر آجائے۔ کبھی بھی ان کے کام میں اپنی بیماری یا اداسی کو حائل نہ ہونے دیتیں بلکہ وہ صحیح معنوں میں عہد بیعت اور لجنہ کے عہد کو نبھانے والی ایک ماں تھیں اور دعاؤں کے ذریعہ دین کی خاموش خدمت کرنے والی ایک خادمہ تھیں۔ اب کچھ عرصہ سے امی جان لندن سے باہر کہیں جانے کو رضامند نہ ہوتی تھیں اور اس کی وجہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کو علم ہو چکا تھا کہ اب میری زندگی زیادہ نہیں رہی اور اس کا انہوں نے مجھ سے اظہار بھی کیا۔ اس لئے وہ چاہتی تھیں کہ اب یہیں لندن میں رہوں تا کہ حضور میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ پچھلے سال امی جان نے میری باجی کے ساتھ جب حضور سے شرف ملاقات حاصل کیا تو ملاقات میں حضور سے امی نے یہ کہہ بھی دیا کہ حضور بس ایک خواہش ہے کہ میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں۔ اس وقت تو حضور نے فرمایا کہ اللہ فضل کرے لیکن بالآخر وہ وقت بھی آ ہی گیا جس کا آنا ہر انسان کیلئے مقدر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت باوجود اس کے کہ امی لندن میں نہیں تھیں بلکہ جرمنی میں تھیں اور وہیں مختصر سی علالت کے بعد وفات پا گئیں تو حضور انور نے کمال شفقت فرماتے ہوئے نماز جمعہ کے ساتھ امی کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور بڑے ہی پیارے انداز میں اور بڑے ہی پیارے الفاظ میں امی کا ذکر خیر فرمایا اور پھر بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ان کی تدفین کی اجازت عطا فرما کر تو اور بھی بڑا احسان ہم پر فرمایا کہ جس سے ہمارے ابا اور ہم سب بہن بھائیوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا صبر اور سکون ملا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو اس کی بڑی جزاء دے اور ہمیشہ صحت و سلامتی والی لمبی فعال عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے امی کی زندگی میں وفات پر جس طرح بے مثال شفقت فرمائی، اس کے بارہ میں سوچتے ہوئے ایک دن مجھے ماضی کی کچھ ایسی باتیں بھی یاد آگئیں کہ جن سے میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا سے لبریز ہو گیا اور وہ یہ تھیں کہ میری ماں کو اللہ کے فضل سے پہلے خلفاء کی شفقتوں سے بھی بھرپور حصہ ملتا رہا ہے جو یقیناً امی جان کی ان بے لوث قربانیوں اور بے قرار دعاؤں کا ہی ثمر تھا جن میں ہماری امی کی ساری زندگی گزری۔ تحدیث نعمت کے طور پر صرف چند ایک واقعات کا تذکرہ کر دیتی ہوں۔ ہمارے بچپن میں ایک دفعہ امی جان کو طبیعت کافی خراب تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو پیغام بھیجا کہ جلال شمس کی والدہ کا مکمل چیک اپ کروائیں اور ان کی دوائیوں کا خیال رکھیں اور پھر فزیوتھراپسٹ کو روزانہ گھر بھجوانے کا بھی انتظام فرمایا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی جب بھائی جان جلال شمس صاحب کی فیملی کو ۱۹۸۵ء میں لندن بلانے کی ہدایت فرمائی تو یہ اشارہ بھی فرمایا کہ ان کی والدہ کو بھی ساتھ ہی بھجوا دیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ عنایت اور لطف و احسان تو شاید ہی کسی واقف زندگی کی والدہ کو نصیب ہوا ہوگا۔ اس طرح سے میرے مولا نے امی جان کے دل کی خواہش کو بغیر کسی درخواست کے خود ہی پورا فرما دیا اور انہیں اپنے بچوں کے پاس آنے کا موقع مہیا فرما کر ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان پیدا فرمائے۔ جن کی جدائی وہ کئی سالوں سے صبر سے برداشت کر رہی تھیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اسے اتفاق کہیں یا خدا تعالیٰ کی مصلحت کہ امی کی وفات سے پہلے خاکسارہ کو زندگی میں پہلی دفعہ سورۃ یٰسین کی بڑی کثرت سے تلاوت کی توفیق ملی اور پھر میرے بھائی منیر جاوید اور میری باجی نے بتایا کہ امی کی وفات سے چند ہفتوں پہلے سے نمازوں کے دوران یَااَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِی جَنَّتِیْ (یعنی اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔ راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ (سورۃ الفجر آیات ۲۸ تا ۳۱) کے الفاظ خود بخود ہماری زبانوں پر جاری ہو جاتے ہیں اور وجہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے لیکن چند ہفتوں بعد جب امی کی وفات ہوئی تو یہ حقیقت کھلی کہ خدا تعالیٰ نفس مطمئنہ رکھنے والی اپنی راضیۃً مرضیۃً بندی کی جدائی کیلئے ہمیں تیار کر رہا تھا۔

پورے پاکستان سے کثیر تعداد میں احباب و خواتین نے تشریف لا کر امی جان کے جنازے میں شرکت کی اور امی کے خلوص اور محبتوں اور قربانیوں کا جس طرح بڑے احسن رنگ میں اور پیارے طریقوں سے تذکرہ کیا، اس سے ہمیں اپنی امی کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ غرض میری جان، میری پیاری امی جان ہماری اس دنیا کی جنت کا ایک پھول تھیں۔ وہ حقیقتاً ایک ہیرا تھیں۔ ہمارے لئے دعاؤں کا ایک خزانہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری امی جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ امی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

’’آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے‘‘

میں قارئین سے اپنی والدہ کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے یہ بھی عرض کرنا چاہتی ہوں کہ وہ میرے ابو جان کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں جو کہ ابھی تک گہرے غم کی حالت میں ہیں۔ ساٹھ سال تک ان کا اور امی کا ساتھ رہا۔ وہ ایک دوسرے کے ہمدرد اور غمخوار تھے۔ اللہ اپنے فضل سے ابوجان کو صحت و عافیت والی فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

☆☆☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۴ر جولائی ۲۰۱۰ء بوقت ۱۲ بجے بمقام مسجد بیت الفضل لندن میں مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر: ۱۔مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم نذیر احمد کھوکھر صاحب آف ویمبلڈن پارک۔ ۱۰ جولائی ۲۰۱۰ء کو معمولی علالت کے بعد ۹۲ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ نیک،عبادت گزار بہت محبت کرنے والی، بااخلاق اور نفیس طبع خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ حضرت میاں اللہ دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور مکرم مظفر احمد صاحب کھوکھر سیکرٹری ضیافت جماعت یوکے کی والدہ تھیں۔نیز آپ کے ایک پوتے مکرم محمود احمد کھوکھر صاحب حلقہ کے صدر اور اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری یوکے ہیں۔

۲۔مکرمہ شریفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم شفیع محمد صاحب آف گلیپہم ۱۱ جولائی ۲۰۱۰ء کو ۱۰۴ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے خود ناصر آباد سندھ میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔احمدیت کی خاطر اپنی ساری جائیداد اپنے والدین کو دے دی اور تمام مشکلات کا بہت بہادری سے سامنا کیا اور جماعت سے ہمیشہ بڑے اخلاص کے ساتھ وابستہ رہیں۔بہت نیک، عبادت گزار، دعا گو اور خلافت سے غیر معمولی محبت رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: ☆......مکرم عبدالعزیز ڈنگ پسارا صاحب انڈونیشیا۔۱۹ مئی ۲۰۱۰ء کو ۱۰۶ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ ۱۹۶۳ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔تہجد گزار، متقی اور بہت متوکل انسان تھے۔آپ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور خلیفہ وقت اور نظام جماعت سے بہت محبت رکھتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم مولانا سیوطی عزیز احمد صاحب مشنری انچارج جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا کے والد تھے۔

☆......مکرم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب ابن مکرم شیخ عبدالواحد صاحب لاہور۔ ۲۵ مارچ ۲۰۱۰ء کو ۷۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے سندھ کی مختلف مجالس میں قائد مجلس اور پھر قائد ضلع کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔اس کے علاوہ مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ میں نائب قائد تعلیم القرآن اور حلقہ اقبال ٹاؤن لاہور میں سیکرٹری تعلیم القرآن اور امیر حلقہ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔لازمی چندہ جات کے علاوہ دیگر تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔آپ تہجد گزار اور خلافت سے فدائیت کا تعلق رکھنے والے انسان تھے۔قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کیا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بھی آپ نے متعدد بار مطالعہ کیا۔مرحوم موصی تھے۔

☆......مکرم سید محمد بشیر شاہ صاحب ابن مکرم سید عبدالرحیم شاہ صاحب آف پھگلہ ۸ جون ۲۰۱۰ء کو ۸۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے ساری عمر بے خوف وخطر ہو کر دعوت الی اللہ کی توفیق پائی۔آپ کو اسیر راہ مولیٰ کی بھی سعادت ملی۔خلفائے احمدیت کے ساتھ آپ کو نہایت محبت کا عاشقانہ تعلق تھا۔خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے ساتھ آپ کے بے پناہ محبت تھی اور آپ کو ان کی خدمت کی توفیق بھی ملتی رہی۔مرحوم بہت نیک، مخلص،عبادت گزار اور باوفا انسان تھے۔

☆......مکرم سردار رشید قیصرانی صاحب شیر گڑھ ڈیرہ غازی خان ۲۲ جون ۲۰۱۰ء کو ۸۱ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ ڈیرہ غازی خان کے مشہور بلوچ قبیلے قیصرانی کے سردار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے والد حضرت سردار شیر بہادر خان صاحبؓ اور تایا حضرت سردار امام بخش صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔آپ ٹی آئی کالج کے رسالہ المنار کے پہلے ایڈیٹر تھے۔کچھ عرصہ روزنامہ الفضل کے سب ایڈیٹر بھی رہے۔پاکستان ائرفورس سے ونگ کمانڈر کے طور پر ۱۹۷۹ء میں ریٹائر ہوئے۔شعبہ ثقافت پاکستان کے سیکرٹری کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔آپ ایک معروف اور قادر الکلام شاعر اور کالم نگار تھے۔ آپ کے کلام کے کئی مجموعہ شائع ہو چکے ہیں۔آپ کے کلام کا بڑا حصہ حمد الٰہی پر مبنی ہے۔آپ ایک مخلص اور نڈر احمدی تھے اور خلافت سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔پسماندگان میں آپ کی اہلیہ اور تین بیٹے ہیں۔

☆......مکرم مرزا نسیم بیگ صاحب آف نسووالی گجرات، آپ لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو ۵۸ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ مرزا بشیر احمد صاحب درویش قادیان کے بیٹے تھے۔میٹرک تک تعلیم قادیان میں ہی حاصل کی اور بعد میں پاکستان آ کر گجرات میں رہائش اختیار کی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم مرزا خلیل احمد صاحب جامعہ احمدیہ گھانا میں بحیثیت استاد خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں۔

☆......مکرم مقصود احمد صاحب آف فتح پور ضلع سانگھڑ۔۱۱ اپریل ۲۰۱۰ء کو ۵۶ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ پنجوقتہ نماز باجماعت کے پابند اور تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ تھے۔مقامی جماعت میں بحیثیت سیکرٹری مال، قائد مجلس اور زعیم انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی۔جماعت کی طرف سے جو بھی کام سپرد ہوتا، اسے خندہ پیشانی کے ساتھ سرانجام دیتے۔چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔خلافت سے محبت اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔

☆......مکرم میاں عبدالمنان صاحب لاہور۔یکم جون ۲۰۱۰ کو طویل علالت کے بعد ۵۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے تکلیف دہ بیماری کا سارا عرصہ بڑی ہمت اور دلیری سے خدا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے گزارا۔آپ کو مختلف جماعتی عہدوں پر اٹھارہ سال سے زائد عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ احمدیہ انجینئر ایسوسی ایشن کے بھی ممبر رہے۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، انتہائی صابر اور اہل وعیال اور عزیز و اقارب سے نہایت محبت سے پیش آنے والے اور دوسروں کا دُکھ بانٹنے والے متقی انسان تھے۔کبھی کسی کو دُکھ نہیں دیا بلکہ اپنے فائدے کی بجائے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتے۔ ۲۸ مئی کے سانحہ لاہور میں آپ کے بھتیجے وسیم احمد صاحب بھی شہید ہوئے۔اس سانحہ نے آپ کے ایمان کو مزید تقویت دی۔مرحوم موصی تھے۔

☆......مکرم قاضی عبدالماجد صاحب ابن مکرم قاضی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم۔ جرمنی ۱۵ جون ۲۰۱۰ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے مقامی جماعت میں سیکرٹری تربیت، وصایا اور زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔آپ کو ۲۰۰۱ء میں حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، انتہائی سادہ مزاج نیک انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔آپ محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائیلپوری کے بھتیجے تھے۔

☆......مکرم چوہدری فیاض احمد ساہی صاحب صدر جماعت چک نمبر ۳۲ جنوبی۔ سرگودھا ۱۷ جون ۲۰۱۰ء کو ہارٹ اٹیک سے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم سلسلہ کا درد رکھنے والے غیرت مند اور خلافت کے فدائی تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔آپ نے لمبا عرصہ بحیثیت صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ ۱۹۹۸ء میں مسجد تعمیر کروانے پر آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔آپ اپنے علاقہ میں مقبول اور بااثر شخصیت تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

☆......مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب آف کینڈا۔ ۲۵ مئی ۲۰۱۰ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مولوی عطاء محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔آپ کو لمبا عرصہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ساتھ خدمت کا موقع ملا۔ ۱۹۶۵ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے کینڈا آئے اور مختلف حیثیتوں سے مقامی جماعت میں خدمت کی توفیق پائی۔ چند ہفتے جمیکا میں وقف عارضی کا بھی موقع ملا۔صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کی تعمیر میں خطیر رقم پیش کرنے کی توفیق پائی۔غرباء کی مدد کر کے بہت سکون محسوس کرتے۔آپ ایک سرگرم داعی الی اللہ تھے۔مرحوم موصی تھے۔

☆......مکرم میاں منیر احمد صاحب بانی آف کلکتہ ۱۴ جون ۲۰۱۰ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۸۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کے والد صاحب نے اپنی زندگی میں خدمت خلق کے جتنے کام شروع کر رکھے تھے آپ نے ساری زندگی وہ کام بالکل اسی نہج پر جاری رکھے۔مقامی جماعت میں مختلف عہدوں پر جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

☆......مکرمہ بی بی عائشہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمود احمد صاحب آف کابل۔ ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کا تعلق افغانستان کے ایک مخلص احمدی گھرانے سے تھا۔آپ مکرم دوست محمد صاحب کابلی کی بیٹی اور حضرت غلام محمد صاحب کابلی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھتیجی تھیں۔آپ نہایت نیک، تہجد گزار بڑی صابر اور دوسروں کا خیال رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔آپ کے والد صاحب تقریباً ۱۲ سال قادیان میں مقیم رہے اور پھر ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے جہاں آپ کی بہت مخالفت ہوئی اور مولویوں نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن کامیاب نہ ہو سکے تو پھر مخالفین نے آپ کے آبائی گھر کو آگ لگا دی اور جائیداد کو ضبط کر لیا جس کے بعد آپ نے اپنا علاقہ چھوڑ دیا اور کابل آ گئے۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆......مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب آف ربوہ۔ ۲۳ جون ۲۰۱۰ء کو ۹۱ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ بہت عبادت گزار، خلافت سے وفا کرنے والے اور مخلوق خدا سے ہمدردی سے پیش آنے والے مخلص انسان تھے۔بڑے خاموش طبع مگر شستہ مذاق کو پسند کرتے تھے مرحوم موصی تھے۔

☆......مکرم باسل احمد مبارک صاحب آف ربوہ۔آپ موٹر سائیکل پر احمد نگر سے گھر واپس آ رہے تھے کہ حادثہ کے نتیجہ میں ۲۱ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مولوی الٰہی بخش صاحب امرتسری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے اور FA کے طالبعلم تھے۔پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بہنیں اور تین بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم مسعود احمد مبارک صاحب کارکن نظارت امور عامہ ربوہ کے بیٹے تھے۔

☆☆☆

اخبار بدر کے مضامین اور کالموں کے متعلق اپنی آراء اور مفید مشورہ جات ضرور ارسال کریں

نیز قارئین کرام badrqadian@rediffmail.com پر بھی

feedback ارسال کر سکتے ہیں۔

ہفت روزہ بدر www.alislam.org/badr
پر بھی دستیاب ہے۔قارئین استفادہ کر سکتے ہیں (ادارہ بدر)

AEM
M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

Ahmad
Naseem Khan
(M) 98767-29998
(M) 98144-99289
e-mail : naseemqadian@gmail.com
Ahmad Computers
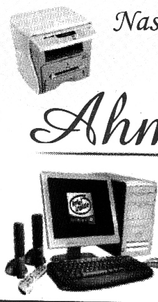
Deals in: All Kinds of New & Old Computers, Hardwares, Accessories, Software Solutions, Printers, Cartridge Refilling, Photostate Machines etc.
THIKRIWAL ROAD, QADIAN 143516
SONY hp LG Intel Microsoft Canon

الیس اللہ بکاف عبدہ
نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

(خلاصہ خطبہ عید الاضحیٰ از صفحہ اوّل)

دیتے کہ ان حالتوں کو بدلنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کو تلاش کرو۔آج حقیقی جہاد وہی ہے جو خدا کے مسیح و مہدی کے ذریعہ ہو رہا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یضع الحرب کی تلقین فرمادی تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کریں۔

فرمایا: احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۲۰ سال سے جان و مال اور عزت کی قربانیوں کے نظارے پیش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اُس جان کی قربانی کو نہیں بھلا سکتی جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے پیش فرمائی۔آپ نے انتہائی صبر و رضا کے ساتھ ظالموں کے پتھروں کی بارش میں جان کی قربانی پیش فرمائی۔ چنانچہ آپؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے شہید ہو کر جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور اصل میں میری جماعت ایسے نمونے کی محتاج تھی۔فرمایا: یہ سال ۲۰۱۰ کا سال ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو دل کی گہرائیوں سے مانتے ہوئے آپ کے ماننے والوں میں سے ۹۸ افراد نے اپنی جان کے نذرانے پیش کئے اور یہ نذرانے پیش کرتے ہوئے دنیا کو بتا دیا کہ جس معیار قربانی کو ہم قائم کر رہے ہیں اُس کی جڑیں اس نور سے سیراب ہوئی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو دیں اور جس کی جڑیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی قربانی تک پہنچ رہی ہیں۔فرمایا مسیح و مہدی نے جو پودا لگایا، آج وہ تناور درخت بن چکا ہے اور دنیا کے ۱۹۸ ممالک میں اس کی شاخیں پھیل چکی ہیں اس درخت کو بھلا یہ مخالفانہ ہوائیں کس طرح ہلا سکتی ہیں۔ جماعت کی تاریخ میں ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ ہر مخالفت اور قربانی پہلے سے بڑا پھل لاتی ہے۔اب تک کی تاریخ میں سن ۴۷ کے بعد سب سے زیادہ شہادتیں ہوئی ہیں اور سن ۴۷ کے بعد جماعت کو جو وسعت ملی اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ پھر سن ۸۴ کا آرڈیننس آیا اور خلیفہ وقت کو پاکستان سے نکلنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے جماعت کی وسعت کے وہ راستے کھولے جن کا پہلے تصور بھی نہیں تھا۔تمام دنیا میں جماعت متعارف ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے نوازنے کے رنگ ایسے ہیں جس کے کوئی پیمانے نہیں۔ دشمن کہتا ہے کہ احمدیت سے باز آجاؤ لیکن کسی ایک کے بھی قریبی عزیز نے کمزوری دکھاتے ہوئے دشمن کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے بلکہ صبر و رضا کے وہ نمونے قائم کئے جو یقیناً سنہری حروف سے لکھے جانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا مقابلہ کرنے والے ہیں تم ان کو موت سے کیا ڈراتے ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحن اولیاءُ کم فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرہ کہ ہم اس دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ عید الاضحیٰ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ہم نے جب زمانے کے امام سے عہد وفا باندھا تو اللہ کی رضا کے حصول کیلئے باندھا، اس سوچ کے ساتھ باندھا ہے کہ اللہ کی رضا کو پانا ہے، اس یقین پر قائم ہوتے ہوئے باندھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو غلبے کا وعدہ کیا ہے وہ یقیناً پورا ہوگا لیکن اس کے لئے اطاعت اور قربانی کے معیار قائم کرنے ضروری ہیں۔ جب تک ہم یہ کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال رہے گی۔

فرمایا: آج مسیح و مہدی کے غلاموں کا کام ہے کہ صبر و رضا کے پیکر بنتے چلے جائیں۔فرمایا: اس سال جو 100 کے قریب قربانیاں دی ہیں، یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم عشق و وفا کے میدان میں کبھی پیچھے ہٹنے والے نہیں اور ستجدنی ان شاء اللہ من الصّابرین کے تحت ہم ہمیشہ صبر کرنے والوں میں شامل رہیں گے۔

فرمایا: پس یہ عید اُن قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے منائیں۔ انشاء اللہ ہم احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بعض خوشخبریاں بھی سنائیں کہ کس طرح افریقہ اور یورپ کے ملکوں میں احمدیت ترقی کر رہی ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ عید ہمیں اپنے پیاروں کی قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھنے اور اسلام کے غلبہ کی خاطر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں، جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا کے کونے کونے میں نہ گاڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ ☆☆☆

"اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں"

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اَسد | شہروز | مسرور

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072
BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046
BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072
PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

فریضہ زکوٰۃ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍جنوری ۲۰۰۶ء میں فرماتے ہیں:

’’ پھر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں بعض سوال ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی حکم ہے جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہیئے اور اسمیں بھی کافی گُنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اس پہ بھی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں۔ ان پر زکوٰۃ دینی چاہیئے جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پہ زکوٰۃ ہونی چاہیئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، ان کو اپنی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے۔ اس پر بہر حال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔‘‘

تمام صاحب نصاب افراد جماعت وخواتین سے درخواست ہے وہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسکی توفیق دے اور اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔ آمین

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

تعمیر مساجد فنڈ

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں تعمیر مساجد کی ایک مد قائم ہے بعض جماعتیں مقامی طور پر خوشی سے تعمیر مسجد کے کاموں کیلئے مالی قربانی کرتی ہیں۔ بعض جماعتیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں وہ اپنی جماعت میں تعمیر کیلئے سارے اخراجات کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتیں۔ ایسی جماعتوں کو صدر انجمن احمدیہ حسب گنجائش بجٹ اپنی مختص رقم میں سے حسب ضرورت رقم دیتی ہے۔

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے مخلصین سے درخواست ہے کہ جن کے گھر میں کوئی خوشی ہوئی نوکری میسر آئے نوکری میں ترقی حاصل ہو نیا مکان بنانے کی توفیق ملے تو اس موقعہ پر تعمیر مسجد کی مد میں حسب توفیق چندہ کی ادائیگی کرنی چاہئے نیز غیر حیثیت افراد کو اس میں نمایاں حصہ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جملہ چندہ دہندگان کے اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

بیرون ممالک مضامین نگار حضرات

متوجہ ہوں

ہفت روزہ بدر قادیان میں اشاعت کیلئے مضامین، رپورٹیں، نظمیں، ذاتی اعلانات وغیرہ بھجوانے والے احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے نیشنل امیر / مقامی امیر / صدر جماعت کی تصدیق سے بھجوایا کریں۔ (ادارہ بدر)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی مستقل نشریات

MTA INTERNATIONAL

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پروگرام

نام پروگرام	دن	وقت	
خطبہ جمعہ Live	جمعہ	شام	5-30
Repeat	جمعہ	رات	9-45
Repeat	ہفتہ	صبح	8-45
Repeat	ہفتہ	شام	3.20
Repeat	اتوار	صبح	8-45
Repeat	اتوار	شام	7-35
Repeat	جمعرات	صبح	9-15
Repeat	جمعرات	شام	6-00
گلشن وقفِ نو	جمعہ	دوپہر	1-00
	ہفتہ	رات	8-25
	اتوار	دوپہر	12-00
	سوموار	دوپہر	01-00
	منگل	دوپہر	01-00

ایم ٹی اے کی Live نشریات

راہِ ھُدیٰ Repeate	ہفتہ	صبح	9-55
Live	ہفتہ	رات	9-50
Repeate	منگل	رات	10-00
Faith Matters	اتوار	صبح	10-25
	اتوار	دوپہر	01-25
	اتوار	رات	10-00
	بدھ	رات	10-15
	جمعرات	دوپہر	01-35
انتخابِ سخن Live	ہفتہ	شام	6-15

آؤ قرآن مجید سیکھیں

یسرنا القرآن کلاس	اتوار	صبح	07-10
	اتوار	شام	05-40
	سوموار	صبح	06-15

نوٹ: ان پروگراموں میں کسی بھی وقت کوئی بھی تبدیلی ہو سکتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پروگرام

لقاء مع العرب	جمعہ	صبح	7-00
ترجمۃ القرآن	جمعہ	صبح	9-45
سوال وجواب (اردو)	جمعہ	دوپہر	2-30
لقاء مع العرب	ہفتہ	صبح	7.05
سوال وجواب (اردو)	ہفتہ	دوپہر	2-00
لقاء مع العرب	اتوار	صبح	7-40
سوال وجواب (انگریزی)	سوموار	صبح	10-25
لقاء مع العرب	منگل	صبح	6-55
سوال وجواب (فرنچ)	منگل	صبح	9-00
سوال وجواب	منگل	دوپہر	2-30
لقاء مع العرب	بُدھ	صبح	6-50
سوال وجواب	بدھ	صبح	9-15
سوال وجواب	بدھ	دوپہر	2-15
خطبہ جمعہ	بدھ	شام	6-15
لقاء مع العرب	جمعرات	صبح	6-10
خطبہ جمعہ	جمعرات	صبح	9-55
سوال وجواب (انگلش)	جمعرات	دوپہر	2-40
ترجمۃ القرآن	جمعرات	رات	7-35

خبروں کے پروگرام

خبرنامہ اردو	روزانہ	صبح	5-35
	روزانہ	صبح	8-35
	روزانہ	رات	9-30
عالمگیر جماعتی خبریں	روزانہ	صبح	6-15
	روزانہ	دوپہر	12-00
	روزانہ	شام	5-30
انگریزی خبریں	روزانہ	رات	11-30
سائنس اور میڈیکل کی خبریں	جمعہ	صبح	06-30
" "	منگل	صبح	06-30
" "	منگل	رات	06-20

خریداران بدر اپنے بقایہ جات کی جلد ادائیگی کر دیں۔ جزاکم اللہ

بسم اللہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Email: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

2 Bed Rooms Flat

Independant House, All Facilities Available

Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall

Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936

at Qadian Near Jalsa Gah

Contact : **Deco Builders**

Shop No, 16, EMR Complex

Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam

Hyderabad-76, (A.P.) INDIA

Ph. 040-27172202

Mob: 09849128919

09848209333

09849051866

09290657807

”اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں“

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 59 Thursday 25 Nov/2 Dec 2010 Issue No. 47-48

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
:65 Canadian Dollar

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
(درثمین)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جسکی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار
(درثمین)

جلسہ سالانہ

تحقیق حق اور تعلیم اسلام وصداقت احمدیت
معلوم کرنے کا بہترین موقعہ
قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۱۱۹ واں
خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان

انشاء اللہ
اتوار 26
سوموار 27
منگل 28
دسمبر 2010ء
منعقد ہوگا

بمقام
محلہ احمدیہ قادیان

26th SUN
27th MON
28th TUE
DEC. 2010
INSHA ALLAH
AT
MOHALLAH
AHMADIYYA
QADIAN
143516

119th JALSA SALANA
ANNUAL CONVENTION QADIAN

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جسکی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل، صفحہ ۳۴۱، ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

PROGRAMME

Apart from the soul-inspiring and thought provoking discourses of HADHRAT MIRZA MASROOR AHMAD
KHALIFATUL MASIH-V
(The Supreme Head of The Worldwide Jamaat Ahmadiyya)
There will be speeches by the scholars of the Jamaat on the following topics:

1. The Existence of God (In the light of Divine Help)
2. Life of the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him. (in the light of patience and steadfastness).
3. Life of the Promised Messiah (in the light of good treatment to one's own community and other communities)
4. The responsibilities of the Ahmadiyya Jamat with regard to Calling people to God (in the light of the significance of Jihad)
5. The claims of the Promised Messiah and Finality of Prophethood.
6. Khilafat on the precepts of Prophethood (The Unity of Muslims depends on clinging to Khilfat)
7. Ahmadiyya Jamat and Financial Sacrifices.
8. The Solution to the present Economic Crisis (in the light of the Teachings of Islam)
9. The Ahmadiyya Jamat and Religious Tolerance.
10. Islam and Family Life
11. The Lofty Status of the Martyrs (Hazrat Zaid bin Rasna, Hazrat Sahebzada Abdul Latif Saheb and the Martyrs in Lahore)

All Programmes will be translated simultaneously into:
Arabic, English, Bangla, Malayalam, Tamil, Kannada, Telugu etc.

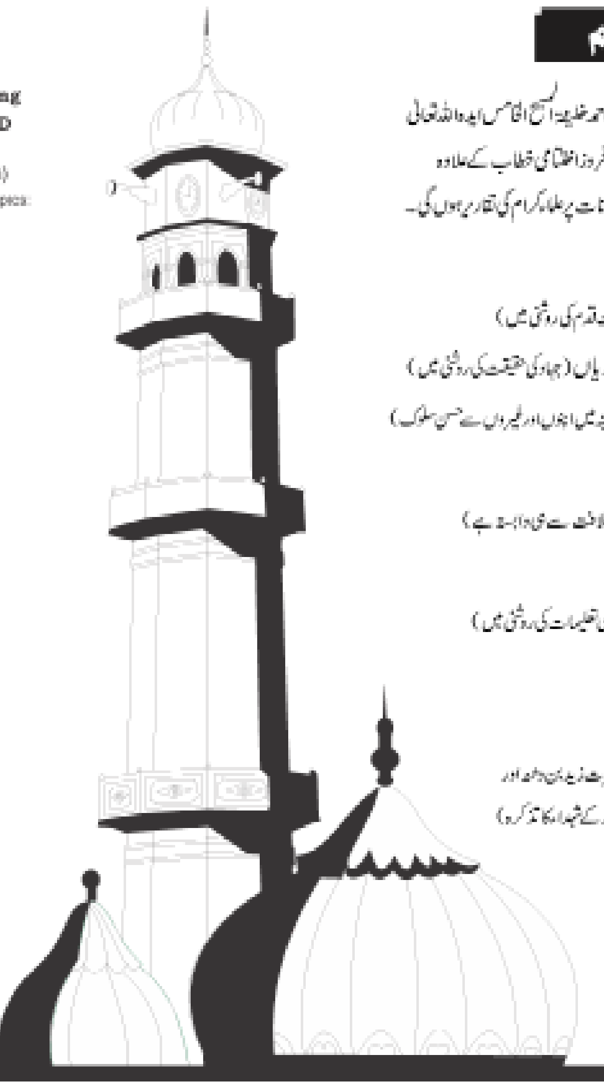

پروگرام

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حقائق و معارف سے بھرپور ایمان افروز افتتاحی خطاب کے علاوہ 28 دسمبر بروز منگل بعد دوپہر ہوگا مندرجہ ذیل علمی عنوانات پر علمائے کرام کی تقاریر ہوں گی۔

۱- ہستی باری تعالیٰ (نصرت الٰہی کی روشنی میں)
۲- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صبر و ثبات قدم کی روشنی میں)
۳- دعوت الی اللہ اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں (جہاد کی حقیقت کی روشنی میں)
۴- سیرت حضرت مسیح موعودؑ (حقوق العباد کے آئینہ میں اپنوں اور غیروں سے حسن سلوک)
۵- دعاوی حضرت مسیح موعودؑ اور ختم نبوت
۶- خلافت علیٰ منہاج نبوت (امت مسلمہ کا اتحاد خلافت سے ہی وابستہ ہے)
۷- جماعت احمدیہ اور مالی قربانی
۸- عصر حاضر کے اقتصادی بحران کا حل (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)
۹- جماعت احمدیہ اور مذہبی رواداری
۱۰- اسلام اور عائلی زندگی
۱۱- شہداء اولین و آخرین کا مقام و مرتبہ (حضرت زید بن دثنہ اور حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید اور لاہور کے شہداء کا تذکرہ)

جلسہ کی تقاریر کا رواں ترجمہ
عربی، انگریزی، بنگلہ، ملیالم، تامل، کنڑ، تیلگو
وغیرہ زبانوں میں ہوگا۔

ضروری نوٹ: (۱) بیرون ہند سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے (۲) تقاریر کے دوران کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہ ہوگی (۳) ہمارا جلسہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے اس تقریب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں

الداعی :- ناظر اصلاح وارشاد قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب بھارت پن کوڈ: ۱۴۳۵۱۶

Ph. : 01872-222763 (O)
Mobile: 09417485781
09417411702
Fax : 01872-221064

Contact Address : NAZIR ISLAH-O-IRSHAD, QADIAN, GURDASPUR DISTRICT, PUNJAB, PIN-143516